Postal Reg.No:PB-0258/2002

بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 51 شمارہ 8

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر منیر احمد خادم

نائبین قریشی محمد فضل اللہ منصور احمد

شرح چندہ سالانہ 200 روپے بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

7 ذی الحجہ 1422 ہجری 20 تبلیغ 1381 ہش 20 فروری 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان 1 فروری 2002ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمدللہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت '...' کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت وسلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

ظاہری اسباب اور انسانی کوششوں کے دخل کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور کامیابی کی بشارت

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان رؤیا

وَرَاَيْتُ فِی الْمَنَامِ كَاَنِّی اَسْرَجْتُ جَوَادِیْ لِبَعْضِ مُرَادِی وَمَا اَدْرِی اَيْنَ تَاهُّبِی وَاَیَّ اَمْرٍ مَطْلَبِی۔ وَكُنْتُ اُحِسُّ فِی قَلْبِی اَنَّنِی لِاَمْرٍ مِّنَ الْمَشْغُوْفِیْنَ۔ فَامْتَطَيْتُ اَجْوَدِیْ بِاسْتِصْحَابِ بَعْضِ السِّلَاحِ مُتَوَكِّلًا عَلَى اللّٰهِ كَسُنَّةِ اَهْلِ الصَّلَاحِ۔ وَلَمْ اَكُنْ كَالْمُتَبَاطِئِيْنَ۔ ثُمَّ وَجَدْتُنِی كَاَنِّی عَثَرْتُ عَلٰی خَيْلٍ قَصَدُوْا مُتَسَلِّحِيْنَ دَارِی لِاِهْلَاكِی وَتَبَارِیْ وَكَاَنَّهُمْ يَجِيْئُوْنَ لِاِضْرَارِی مُنْخَرِطِيْنَ وَكُنْتُ وَحِيْدًا وَمَعَ ذَالِكَ رَاَيْتُنِی اَنِّی لَا اَلْبِسُ مِنْ خُوْذٍ غَيْرَ عُدَدٍ وَّجَدْتُهَا مِنَ اللّٰهِ كَعُوْذٍ وَقَدْ اَنِفْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ وَالْمُتَخَلِّفِيْنَ الْخَائِفِيْنَ فَانْطَلَقْتُ مُجِدًّا اِلٰی جِهَةٍ مِّنَ الْجِهَاتِ۔ مُسْتَقْرِبًا اِرْبِیَ الَّذِی كُنْتُ اَحْسِبُهُ مِنْ اَكْبَرِ الْمُهِمَّاتِ وَاَعْظَمِ الْمَثُوْبَاتِ فِی الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ اِذْ رَاَيْتُ اُلُوْفًا مِّنَ النَّاسِ فَارِسِيْنَ عَلَى الْاَفْرَاسِ يَاْتُوْنَ اِلَیَّ مُتَسَارِعِيْنَ فَفَرِحْتُ بِرُؤْيَتِهِمْ كَالْخَبَّاسِ وَوَجَدْتُ فِی قَلْبِی حَوْلًا لِّلْجِحَاسِ وَكُنْتُ اَتْلُوْهُمْ كَتِلْوِ الصَّيَّادِيْنَ۔ ثُمَّ اَطْلَقْتُ الْفَرَسَ عَلٰی آثَارِهِمْ لِاُدْرِكَ مِنْ فَصِّ اَخْيَارِهِمْ۔ وَكُنْتُ اَتَيَقَّنُ اَنَّنِی لَمِنَ الْمُظَفَّرِيْنَ۔ فَدَنَوْتُ مِنْهُمْ فَاِذَا هُمْ قَوْمٌ دُرُوْسُ الْبِزَّةِ كَرِيْهُ الْهَيْئَةِ مِيْسَمُهُمْ كَمِيْسَمِ الْمُشْرِكِيْنَ وَلِبَاسُهُمْ لِبَاسُ الْفَاسِقِيْنَ وَرَاَيْتُهُمْ مُطْلِقِيْنَ اَفْرَاسَهُمْ كَالْمُغِيْرِيْنَ وَكُنْتُ اُقَيِّدُ لَحْظِی بِاَشْبَاحِهِمْ كَالرَّائِيْنَ وَكُنْتُ اُسَارِعُ اِلَيْهِمْ كَالْكُمَاةِ وَكَانَ فَرَسِی كَاَنَّهُ يُزْجِيْهِ قَائِدُ الْغَيْبِ كَازْجَاءِ الْحَمُوْلَاتِ بِالْحُدَاةِ وَكُنْتُ عَلٰی طَلَاوَةِ اَقْدَامِهِ كَالْمُسْتَطْرِفِيْنَ۔ فَمَا لَبِثُوْا اَنْ رَجَعُوْا مُتَدَهْدِهًا اِلٰی خَمِيْلَتِی لِيُزَاحِمُوْا حَوْلِی وَحِيْلَتِی وَلِيُتْلِفُوْا ثِمَارِی وَيُزْعِجُوْا اَشْجَارِی وَلِيَشُنُّوْا عَلَيْهَا الْغَارَاتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ۔ فَاَوْحَشَنِی دُخُوْلُهُمْ فِی بُسْتَانِی وَاَدْهَشْتُ بِاِغْرَاقِهِمْ وَوُلُوْجِهِمْ فِيْهَا فَضَجِرْتُ ضَجَرًا شَدِيْدًا وَّقَلِقَ جَنَانِی وَشَهِدَ تَوَسُّمِی اَنَّهُمْ يُرِيْدُوْنَ اِبَادَةَ اَثْمَارِی وَكَسْرَ اَغْصَانِی فَبَادَرْتُ اِلَيْهِمْ وَظَنَنْتُ اَنَّ الْوَقْتَ مِنْ مَخَاشِی اللَّاْوَآءِ وَصَارَتْ اَرْضِی مَوْطِنَ الْاَعْدَآءِ وَاَوْجَسْتُ فِی نَفْسِی خِيْفَةً كَالضَّعِيْفِيْنَ الْمَزْئُوْدِيْنَ۔ فَقَصَدْتُ الْحَدِيْقَةَ لِاُفَتِّشَ الْحَقِيْقَةَ فَلَمَّا دَخَلْتُ حَدِيْقَتِی وَاسْتَشْرَفْتُ بِتَحْدِيْقِ حَدَقَتِی وَاسْتَطْلَعْتُ طَلْعَ مَقَامِهِمْ رَاَيْتُهُمْ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ فِی بُحْبُوْحَةِ بُسْتَانِی سَاقِطِيْنَ مَصْرُوْعِيْنَ كَالْمَيِّتِيْنَ فَاَفْرَخَ كَرْبِی وَاَمِنَ سِرْبِی وَبَادَرْتُ اِلَيْهِمْ جَذِلًا وَّبِاَقْدَامِ الْفَرِحِيْنَ۔ فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُمْ وَجَدْتُهُمْ اَصْبَحُوْا فَرْسٰی كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدٍ مَّيِّتِيْنَ ذَلِيْلِيْنَ مَقْهُوْرِيْنَ سُلِخَتْ جُلُوْدُهُمْ وَشُجَّتْ رُءُوْسُهُمْ وَذُعِطَتْ حُلُوْقُهُمْ وَقُطِّعَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ وَصُرِعُوْا كَالْمُمَزَّقِيْنَ۔ وَاغْتِيْلُوْا كَالَّذِيْنَ سَقَطَ عَلَيْهِمْ صَاعِقَةٌ فَكَانُوْا مِنَ الْمُحْرَقِيْنَ فَكُنْتُ عَلٰی مَصَارِعِهِمْ عِنْدَ التَّلَاقِی وَعَبَرَاتِی يَتَحَدَّرْنَ مِنْ مَّاقِی وَقُلْتُ يَا رَبِّ رُوْحِی فِدَاءُ سَبِيْلِكَ لَقَدْ تُبْتَ عَلَیَّ۔ وَنَصَرْتَ عَبْدَكَ بِنُصْرَةٍ لَّا يُوْجَدُ مِثْلُهُ فِی الْعَالَمِيْنَ۔ رَبِّ قَتَلْتَهُمْ بِاَيْدِيْكَ قَبْلَ اَنْ قَاتَلَ سِرْعَانٌ۔ وَحَارَبَ جِتْنَانٌ۔ وَبَارَزَ قِتْلَانٌ۔ تَفْعَلُ مَا تَشَآءُ وَلَيْسَ مِثْلُكَ فِی النَّاصِرِيْنَ۔ اَنْتَ اَنْقَذْتَنِی وَنَجَّيْتَنِی وَمَا كُنْتُ اَنْ اُنْجٰی مِنْ هٰذِهِ الْبَلَايَا۔ لَوْ لَا رَحْمَتُكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ثم اسْتَيْقَظْتُ وَكُنْتُ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ الْمُنِيْبِيْنَ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

وَاَوَّلْتُ هٰذِهِ الرُّؤْيَا اِلٰی نُصْرَةِ اللّٰهِ وَظَفَرِهٖ بِغَيْرِ تَوَسُّطِ الْاَيْدِی وَالْاَسْبَابِ۔ لِيُتِمَّ عَلَیَّ نَعْمَاءَهٗ وَيَجْعَلَنِی مِنَ الْمُنْعَمِيْنَ۔ وَالْاٰنَ اُبَيِّنُ لَكُمْ تَاْوِيْلَ الرُّؤْيَا لِتَكُوْنُوْا مِنَ الْمُبْصِرِيْنَ۔ فَاَمَّا شَجُّ الرُّءُوْسِ وَذَعْطُ الْحُلُوْقِ فَتَاْوِيْلُهٗ كَسْرُ كِبْرِ الْاَعْدَاءِ وَقَصْمُ اِذْدِهَائِهِمْ وَجَعْلُهُمْ كَالْمُنْكَسِرِيْنَ۔ وَاَمَّا تَقْطِيْعُ الْاَيْدِی فَتَاْوِيْلُهٗ اِزَالَةُ قُوَّةِ الْمُبَارَاتِ وَالْمُمَارَاتِ وَاِعْجَازُهُمْ وَصَدُّهُمْ عَنِ الْبَطْشِ وَحِيَلِ الْمُقَاوَمَاتِ وَانْتِزَاعُ اَسْلِحَةِ الْهَيْجَاءِ مِنْهُمْ وَجَعْلُهُمْ مَخْذُوْلِيْنَ مَصْدُوْدِيْنَ وَاَمَّا تَقْطِيْعُ الْاَرْجُلِ فَتَاْوِيْلُهٗ اِتْمَامُ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ وَسَدُّ طَرِيْقِ الْمَنَاصِ وَتَغْلِيْقُ اَبْوَابِ الْفِرَارِ وَتَشْدِيْدُ الْاِلْزَامِ عَلَيْهِمْ وَجَعْلُهُمْ كَالْمَسْجُوْنِيْنَ وَهٰذَا فِعْلُ اللّٰهِ الَّذِی قَادِرٌ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْزِمُ مَنْ يَّشَاءُ وَيَفْتَحُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَا كَانَ لَهٗ اَحَدٌ مِّنَ الْمُعْجِزِيْنَ

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۸۔۵۸۱)

(ترجمہ از مرتب) اور (ایک مرتبہ) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نے کسی مقصد کے لئے جانے کی غرض سے اپنے گھوڑے پر زین ڈالی ہے۔ اور یہ بات میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر اور کس مقصد کے لئے جانے کی تیاری کر رہا ہوں۔ ہاں میں اپنے دل میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں کسی بات کے شغف اور اشتیاق کی وجہ سے یہ تیاری کر رہا ہوں اور میں نے کچھ ہتھیار لگا لئے۔ اور صالحین کے طریق

باقی صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

تائیدالٰہی کی ہوائیں

الحمدللہ کہ گزشتہ چند سالوں میں پوری دنیا میں کروڑوں لوگ جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہو چکے ہیں ان میں ہزاروں کی تعداد میں وہ لوگ بھی ہیں جو پہلے دیگر فرقہ ہائے اسلامیہ سے تعلق رکھنے والے علماء ہیں، جو یا تو مدرسے چلاتے تھے یا مسجدوں کے امام تھے ایک وقت تھا کہ غیر احمدی اخبار یہ لکھا کرتے تھے کہ چونکہ مسلمانوں کی اکثریت نے قادیانیوں کو مسترد کر دیا ہے اور یہ کہ علماء کرام نے ان کے متعلق فتوے دے رکھے ہیں اب جبکہ ایک بھاری اکثریت کو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس انگریزی الہام کہ I shall give you a Large party of Islam کے مطابق جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بخشی ہے اور فتوے دینے والے علماء میں سے بھی ایک بھاری اکثریت یا تو جماعت میں شامل ہو چکی ہے اور یا پھر جماعت کے متعلق ان کے وہ نظریات نہیں رہے جو وہ پہلے رکھتے تھے تو اب یہ گھسے پٹے اخبار کیا لکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ ایک طرف تو یہ حالات بدلے اور دوسری طرف ۱۷ اکتوبر کے واقعات کے بعد پاکستان و سعودی عرب سمیت کئی مسلم ممالک نے انگریز اور امریکہ کے پٹھو بنکر جہاد کی وہی تعریف کرنی شروع کر دی ہے جو آج سے سو سال قبل سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے سمجھائی تھی اور جس کی وجہ سے یہ لوگ حضرت مسیح موعو علیہ السلام کو انگریزوں کے محکوم کہتے تھے۔ حال یہ ہے کہ اب ان کا دیکھا دیکھی ہندو پاک کے کئی ملاں اور مسلم سکالرز بھی جہاد کی وہی تعریف کرنے پر مجبور ہیں۔ حالیہ دنوں میں ہم نے کئی دیوبندی بریلوی ملاؤں اور بعض سکالرز کے مضامین پڑھے ہیں جو اب واضح طور پر اپنے مضامین میں لکھ رہے ہیں کہ جہاد کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ بندگان خدا کے خون بہائے جائیں اور دین کی خاطر لڑائیاں کی جائیں۔ حیرت یہ ہے کہ ان ملاؤں نے خاص طور پر ہندوستانی ملاؤں نے اب جہاد کی یہ تعریف کر کے اپنی سابقہ فقہ کی کتب کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ اب اللہ ہی جانے کہ ان ملاؤں نے واقعی جہاد کی وہ تعریف کرنی شروع کر دی ہے جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے باذن الٰہی سمجھائی تھی یا پھر رشید گنگوہی کے فتویٰ کے پیش نظر منافقت اور جھوٹ سے کام لیا ہے۔

پاکستان میں تو پکڑ پکڑ کر دیوبندی اور جماعت اسلامی کے ملاؤں کو جو تحفظ ختم نبوت کی پاسداری کر کے ''اللہ اور اس کے رسول کا قرب'' حاصل کر چکے تھے جیلوں کی سلاخوں میں بند کیا جا رہا ہے۔ ہاں ہاں وہی ملاں جو ''سپاہ صحابہ'' کہلاتے تھے آج ذلیل و خوار ہو کر خود بھی جیلوں میں بند ہیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی انہوں نے پاکستان و افغانستان کی جیلوں میں بند کروا رکھا ہے۔

"طالبان کے عروج کے زمانہ میں یہ ملاں لن ترانیاں ھانکتے تھے کہ ھم اپنے جسم کے خون کے آخری قطرہ تک جہاد کو جاری رکھیں گے"

لیکن حیرت یہ ہے کہ ابھی تو ان کے جسموں سے خون کا پہلا قطرہ بھی نہیں نکلا تھا کہ انہوں نے فریضۂ جہاد کو چھوڑ کر اپنے لئے جیل کی سلاخوں کو زیادہ محفوظ مقام سمجھ لیا ہے۔ ایسی لن ترانیاں ہانکنے والوں میں پاکستان کی جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد، جمیعۃ العلماء پاکستان کے سربراہ مولانا فضل الحق اور مولانا سمیع الحق اور ان کے بیسیوں چیلے چانٹے شامل ہیں ...... لیکن حال یہ ہے کہ ان رسوائے زمانہ ملاؤں نے اپنے خون کا تو پہلا قطرہ بھی نہیں بہایا لیکن ہزاروں معصوم اور ان پڑھ مسلمانوں کے جسموں سے ان کا تمام خون نچوڑ لیا ہے۔

خیر جو بھی ہو ہمارا فرض ہے کہ ان بدلے ہوئے حالات میں ہم دعوت الی اللہ کی طرف خصوصی توجہ دیتے ہوئے سمجھدار مسلمانوں اور دیگر غیر مسلم حضرات کے سامنے اسلام کی اصل حقیقت کو آشکار کریں اور قرآن مجید کی وہ حقیقی تعلیم پیش کریں جو مامور زمانہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کے عطا کردہ علم و عرفان کے نتیجہ میں ہمارے سامنے رکھی ہے اور جسکی طرف لوٹنے کے لئے آج دنیا مجبور ہے۔

(منیر احمد خادم)

ایک ''جہاد'' یہ بھی!

جالندھر سے شائع ہونے والے ہفت روزہ ''جگت وانی'' کی درج ذیل خبر ملاحظہ فرمائیں۔

''رامؔ مندر کے نرمان تک ''جہاد'' کی آندھی نہیں رکے گی'' ......''توگڑیا''

آگرہ ۲۵ جنوری (وارتا) وشو ہندو پریشد کے عالمی جنرل سیکرٹری بھائی توگڑیا نے کہا ہے کہ ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر ہندوؤں کی عزت کا سوال ہے جب تک یہ پھر سے نہیں بنتا جہاد کی آندھی نہیں رکے گی۔

شری توگڑیا ایودھیا سے دہلی جارہی سنت چیتاونی یاترا کے ساتھ کل رات یہاں پہنچنے کے بعد اخباری نمائندوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ رام مندر کی تعمیر وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم کے رحم پر نہیں ہوگی بلکہ اس کی تعمیر نوے کروڑ ہندوؤں کے جذبات کو دھیان میں رکھ کر کی جائیگی۔

انہوں نے کہا کہ رام جنم بھومی کا سپریم کورٹ سے بھی کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ شری توگڑیا نے سنت چیتاونی یاترا کو مسلم سیاستدانوں کے لئے چیتاونی بتاتے ہوئے کہا کہ دیوبند جہادیوں کی فیکٹری بن گیا ہے ان کی مسجدوں اور مدرسوں پر پابندی لگائی جانی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۲ مارچ تک مندر کی تعمیر کے راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنا مرکزی اور صوبائی سرکاروں کی ذمہ داری ہے''۔

(جگت وانی جالندھر ۲۶ جنوری ۲۰۰۲)

☆ ...... حیرت ہے ایک جہاد دیوبندیوں اور طالبانیوں نے شروع کر رکھا ہے اس بناء پر انہیں انتہا پسند اور دہشت گرد کہا جاتا ہے۔ لیکن ان جہادیوں کو کیا کہا جائے گا جن کا اس خبر میں ذکر ہے۔ !

بقیہ صفحہ: (۱)

کے مطابق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے چستی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا مجھے کچھ سواروں کا پتہ لگا ہے جو مسلح ہیں اور مجھے ہلاک کرنے کی غرض سے میرے مکان پر چڑھائی کر کے آئے ہیں اور میں تن تنہا ہوں اور ان ہتھیاروں کے سوا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے پناہ کے طور پر دیئے گئے تھے کوئی خود وغیرہ بچاؤ کا سامان میرے پاس نہیں تھا۔ اور میدان مقابلہ سے پیچھے ہٹ رہنا اور ڈر کر اندر بیٹھے رہنا بھی گوارا نہ ہوا اس لئے میں اپنے اس اہم مقصد کے لئے جو میرے پیش نظر تھا اور دین و دنیا کے حق میں بہترین نتائج پیدا کرنے والا تھا اپنی پوری طاقت اور کوشش کے ساتھ تیزی سے ایک طرف چل پڑا۔ اسی اثناء میں اچانک مجھے ہزارہا شہسوار نظر آئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور نہایت تیزی کے ساتھ میری طرف آ رہے تھے میں انہیں دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ گویا مجھے غنیمت ملی ہے اور مجھے اپنے اندر دشمن کے مقابلہ کی طاقت محسوس ہونے لگی اور میں اس طرح پر ان کا پیچھا کرنے لگا جیسے شکاری لوگ شکار کا پیچھا کرتے ہیں۔ پھر میں نے اسکی حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے اپنا گھوڑا ان کے پیچھے دوڑایا اور مجھے یقین تھا کہ میں کامیاب ہوں گا۔ پھر میں ان کے قریب ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ان لوگوں کے کپڑے بوسیدہ اور دریدہ ہیں۔ ان کی شکلیں مکروہ ہیں اور انکی ہیئت مشرکوں کی سی ہے اور لباس بدکردار لوگوں کا سا ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ غارت ڈالنے کے لئے اپنے گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔ اور میں پورے غور اور توجہ سے ان کی شکلوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اور میں پہلوانوں اور بہادروں کی طرح تیزی سے ان کی طرف جا رہا ہوں۔ اور میرا گھوڑا ایسا تیزی سے جاتا تھا کہ کوئی غیب سے اسی طرح پر چلا رہا ہے۔ جیسا کہ حدی خوان لوگ اونٹوں کو تیز چلاتے ہیں میں اس کے قدموں کی خوبصورتی اور دلکشی کی وجہ سے بھی خوشی محسوس کر رہا تھا۔ اس پر انہوں نے میری طاقت اور میری تدبیر میں مزاحم ہونے، میرے باغ کے پھلوں کو تلف کرنے اور درختوں کی بیخ کنی کرنے اور ان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے، ان پر غارت ڈالنے کی غرض سے فوراً لوٹ کر میرے باغ کی طرف رخ کیا ان کے میرے باغ میں داخل ہونے اور گھس جانے کی وجہ سے میں گھبرایا اور مجھے سخت تشویش اور بے چینی پیدا ہوئی اور میری فراست نے بتایا کہ وہ لوگ میرے باغ کے پھلوں کو تباہ کرنا اور شاخوں کو توڑ دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں دوڑ کر ان کی طرف بڑھا اور میں نے سمجھا کہ یہ وقت سخت خطرناک ہے اور میری زمین کو دشمنوں نے اپنا وطن بنا لیا ہے۔ اور میں کمزور اور خوف زدہ لوگوں کی طرح اپنے دل میں خوف محسوس کرنے لگا سو اس بنا پر میں حقیقت حال معلوم کرنے کی غرض سے اپنے باغ کی طرف چل پڑا اور جب میں اپنے باغ میں داخل ہوا اور غور سے اس میں نگاہ ڈالی اور اس میں ان کے مقام کی جگہ دریافت کرنے لگا تو میں نے دور ہی سے دیکھا کہ وہ میرے باغ کے درمیانی صحن میں گرے پڑے اور مردوں کی طرح بچھڑے پڑے ہیں۔ اس پر میری گھبراہٹ جاتی رہی اور مجھے اطمینان خاطر حاصل ہو گیا۔ اور میں نہایت خوشی کیساتھ تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور جب میں ان کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ سب کے سب یک دم ذلت کی حالت میں اور مورد غضب الٰہی بن کر اس طرح پر مر گئے جیسے ایک شخص کا مرنا واقع ہوتا ہے۔ اور ان کے چمڑے اتارے گئے۔ اور ان کے سروں کو کچل دیا گیا اور ان کے گلوں کو کاٹ دیا گیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور پارہ پارہ کر کے پھینک دیئے گئے اور یکدم ان پر ایسی تباہی آئی جیسے کسی قوم پر بجلی گر کر ایک ہی دم میں اسے نابود کر دیتی ہے اور وہ بھسم ہو گئے اس کے بعد میں ان کی ہلاکت کی جگہ پر جہاں وہ مقابلہ کے لئے اکٹھے ہوئے تھے کھڑا ہوا اور میری آنکھوں سے آنسو کثرت سے بہہ رہے تھے اور میں نے (بارگاہ الٰہی میں) عرض کیا کہ اے میرے رب میری جان تیری راہ پر فدا ہو۔ تو نے مجھ ناچیز پر خاص کرم فرمایا ہے اور اپنے بندۂ درگاہ کی وہ نصرت فرمائی ہے جس کی نظیر اقوام میں نہیں مل سکتی اے میرے رب تو نے پیشتر اس کے کہ دو فریق باہم جنگ کرتے اور دو حریف کارزار کو عمل میں لاتے

باقی صفحہ (12) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اپنے بندے کے پاس ہوتا ہوں جہاں کہیں بھی وہ مجھے یاد کرے یا میرے ذکر سے اس کے ہونٹ حرکت کریں

ایک مسلمان کی اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا قبول ہوتی ہے۔ ایک دعا ہی ہے جس سے خدا ڈھونڈنے والے پر تجلّی کرتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۴؍ دسمبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۴؍ فتح ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

آج یہ اس سال کے رمضان کا آخری جمعہ ہے جسے عامۃ الناس جمعۃ الوداع کہتے ہیں حالانکہ نہ تو قرآن کریم میں کسی جمعۃ الوداع کا ذکر ہے نہ کسی حدیث میں۔ حجۃ الوداع کا ذکر تو ہے مگر جمعۃ الوداع کا کوئی ذکر نہیں۔ پس آج اس اختتامی خطبہ پر مَیں نے وہی دعا کا مضمون ہی چنا ہے جو ہمارے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔

اس جمعہ کے متعلق مَیں اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ اس کی ایک برکت بھی ہے کہ بہت سے لوگ جنہوں نے ساری عمر نماز تک نہ پڑھی ہو وہ اس جمعہ پر آجاتے ہیں اور جمعۃ الوداع سے ان کی مراد یہ ہے کہ "ٹاٹا"، بس چھٹی ہے۔ آئندہ اگلے سال دیکھیں گے۔ مگر اس کثرت سے نمازی اس جمعہ پر آتے ہیں کہ سارا سال تمام دنیا میں مسجدیں اتنا نہیں بھرتیں جتنا اس جمعہ پر بھر جاتی ہیں۔ تو ایک بھلائی تو بہرحال اس جمعۃ الوداع کے معروف ہونے میں ہے کہ اس کے نتیجہ میں کم سے کم ایک دفعہ تو نماز پڑھنے کی کسی کو توفیق مل جاتی ہے اور دنیا بھر میں یہی حال ہے۔ کہیں کوئی مسجد خالی نہیں ہوگی بلکہ کناروں سے باہر تک بھری پڑی ہونگی۔ اب اس موقعہ کی نسبت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک دفعہ یہ سوال پیش ہوا کہ جمعۃ الوداع کے دن لوگ چار رکعت نماز پڑھتے ہیں اور اس کا نام قضاء عمری رکھتے ہیں۔ یہ مَیں نے پہلی دفعہ سنا ہے مگر ہے بہرحال۔ اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ گزشتہ نمازیں جو ادا نہیں کیں، اُن کی تلافی ہو جاوے، اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "یہ ایک فضول امر ہے مگر ایک دفعہ ایک شخص بے وقت نماز پڑھ رہا تھا، کسی شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ خلیفہ وقت ہیں، اسے منع کیوں نہیں کرتے؟۔ فرمایا کہ مَیں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس آیت کے نیچے ملزم نہ بنایا جاؤں ﴿اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی﴾"۔ (یعنی کیا تو نے دیکھا نہیں وہ شخص جو اس شخص کو روکتا تھا جو نماز کے لئے کھڑا ہوتا تھا)"۔ ہاں اگر کسی شخص نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضاء عمری کے دن پڑھ لوں گا تو اُس نے ناجائز کیا ہے اور اگر ندامت کے طور پر تدارک مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو کیوں منع کرتے ہو۔ آخر دعا ہی کرتا ہے۔ ہاں اس میں پست ہمتی ضرور ہے۔ پھر دیکھو منع کرنے سے کہیں تم بھی اس آیت کے نیچے نہ آجاؤ"۔

(الحکم۔ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۳ء۔ فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۵)

اب سورۃ الصافات کی آیت ۷۶ تا ۸۱: ﴿وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ. وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ. وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ. وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ. سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ. اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾۔ اور یقیناً ہمیں نوح نے پکارا تو (دیکھو) ہم کیسا اچھا جواب دینے والے ہیں۔ اور ہم نے اس کو اور اس کے اہل کو بڑی بے چینی سے نجات بخشی۔ اور ہم نے اس کی ذریت کو ہی باقی رہنے والا بنادیا۔ اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔ سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں۔ یقیناً ہم اِسی طرح اچھے کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اپنے بندے کے پاس ہوتا ہوں جہاں کہیں بھی وہ مجھے یاد کرے یا میرے ذکر سے اُس کے ہونٹ حرکت کریں۔ (بخاری۔ کتاب التوحید)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "خدا تعالیٰ نے میرا نام نوحؑ بھی رکھا ہے اور میری نسبت فرمایا ہے: وَلَا تخاطبنی فی الذین ظلموا انّهم مغرقون۔ یعنی میری آنکھوں کے سامنے کشتی بنا اور ظالموں کی شفاعت کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کر کہ مَیں اُن کو غرق کروں گا۔ خدا نے نوحؑ کے زمانہ میں ظالموں کو قریباً ایک ہزار سال تک مہلت دی تھی۔ اور اب بھی خیر القرون کی تین صدیوں کو علیحدہ رکھ کر ہزار برس ہی ہو جاتا ہے۔ اس حساب سے اب یہ زمانہ اُس وقت پر آپہنچا ہے جبکہ نوح کی قوم عذاب سے ہلاک کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے: اِصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا. اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔ یعنی میری آنکھوں کے روبرو اور میرے حکم سے کشتی بنا۔ وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ نہ تجھ سے بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ یہی بیعت کی کشتی ہے جو انسانوں کی جان اور ایمان بچانے کے لئے ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۱۳۔۱۱۴)

سورۃ الشوریٰ آیت ۲۷: ﴿وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ﴾۔ اور وہ اُن کی دعائیں قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اور اپنے فضل سے انہیں بڑھا دیتا ہے۔ جبکہ کافروں کے لئے تو بہت سخت عذاب (مقدر) ہے۔

اس ضمن میں حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے جلد مقبول ہونے والی وہ دعا ہے جو ایک غائب دوسرے غائب کے لئے کرتا ہے (سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ)۔ یعنی جس کو پتہ ہی نہیں کہ میرے لئے کوئی دعا کر رہا ہے اس کے لئے جب دعا کی جاتی ہے تو اس غرض سے نہیں کہ وہ میرا ممنون احسان ہو بلکہ وہ تو بالکل غافل ہے۔ اس کو کیا پتہ کہ کون میرے لئے دعا کر رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرما لیتا ہے۔

حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں "شام" میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کے گھر گیا۔ وہ تو نہ ملے۔ ہاں اُن کی بیوی امّ درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھیں۔ انہوں نے کہا: کیا آپ اِس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں؟۔ مَیں نے کہا: ہاں۔ امّ درداء نے کہا: تو پھر ہمارے لئے بھی دعائے خیر کرنا کیونکہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مسلمان کی اپنے بھائی کے لئے اُس کی غیر موجودگی میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس دعا کرنے والے کے سر پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ چنانچہ جب بھی وہ بھائی کے لئے کوئی خیر و برکت کی دعا کرتا ہے وہ فرشتہ کہتا ہے: آمین، اور تیرے حق

میں بھی یہ دعا قبول ہو۔(مسلم۔ کتاب الذکر و الدعاء)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا: اے اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت کی انتہاء کا طلبگار ہوں۔ آپؐ نے اُسے فرمایا: نعمت کی انتہاء سے کیا مراد ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا: میری اس سے مراد ایک دعا ہے جو میں نے کی ہوئی ہے اور جس کے ذریعہ میں خیر کا اُمیدوار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: نعمت کی انتہاء یہ ہے کہ جنت میں داخلہ نصیب ہو جائے اور آگ سے نجات عطا ہو۔ اسی طرح آپؐ نے ایک اور شخص کی دُعا سنی جو کہہ رہا تھا: یا ذُوالجَلَالِ وَالْاِکْرَام۔ تو آپؐ نے فرمایا: تمہاری دعا قبول ہو گئی۔ اب مانگ جو مانگنا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے ایک اور شخص کو سنا جو دعا کر رہا تھا: اے میرے اللہ! میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ سے ابتلا مانگا ہے، خدا سے عافیت کی دعا کرو۔

(ترمذی۔ کتاب الدعوات)

حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو یاد فرماتے اور اس کے لئے دعا کرنے لگتے تو پہلے اپنے لئے دعا کرتے تھے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)۔

یعنی آنحضرت ﷺ کو اپنی رسالت کا اتنا یقین تھا کہ سمجھتے تھے کہ پہلے رسول پر دعا ہو پھر دوسروں کے لئے دعا ہو۔ تو جس طرح دوسروں کو نصیحت فرماتے تھے اس پر خود بھی عمل در آمد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمرہ کے لئے میں نے آنحضرت ﷺ سے اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا: "میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا"۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے حضورؐ کی اس بات سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس کے بدلے میں مجھے ساری دنیا مل جائے تو اتنی خوشی نہ ہو۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: "اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاکَ"۔ اے اللہ! سعد کی دعا قبول فرمانا جب بھی وہ تیرے حضور دعا کرے۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ باب مناقب ابی اسحق سعد بنی ابی وقاص)

حضرت شُرَحْبِیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سِمط کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کعب بن مُرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سناؤ جو تم نے خود سنی ہو۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مُضر کے خلاف بددعا کی۔ یہ ایک قبیلہ تھا جس کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بددعا کی تھی اور وہ قحط سالی کا شکار ہو گیا تھا اور بہت براحال تھا اس کا۔ میں آپؐ کے پاس آیا اور عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ پر بڑی عطا کی اور آپ کی دعا سنی ہے (جس کے نتیجہ میں) آپ کی قوم (یعنی مُضر) ہلاک ہو گئی ہے۔ پس اب آپ اُن کے حق میں دعا کریں۔ اس پر آپؐ نے اعراض کیا۔ تو میں نے (دوبارہ) عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ پر بڑی عطا کی اور آپ کی دعا سنی ہے (جس کے نتیجہ میں) آپ کی قوم (مُضر) ہلاک ہو گئی ہے۔ اس لئے آپؐ اُن کے لئے دعا کریں۔ اس پر آپؐ نے کہا: اے اللہ! ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر جو رحمت والی ہو، فصلیں بڑھانے والی ہو اور بھرپور ہو، نفع بخش ہو اور نقصان دہ نہ ہو۔ اس پر ابھی ایک جمعہ یا اتنا ہی عرصہ نہ گزرا تھا کہ ان پر بارش نازل ہو گئی۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند الشامیین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی مشرک والدہ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا۔ ایک دن میں نے اسے دعوت اسلام دی تو اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں وہ باتیں سنائیں جو میں سخت ناپسند کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں روتا جاتا تھا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا لیکن وہ ہمیشہ انکار کر دیتی تھی۔ آج میں نے اسے جب دعوت اسلام دی تو اس نے مجھے آپؐ کے بارہ میں وہ باتیں سنائیں جو میں سخت ناپسند کرتا تھا۔ آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے۔

میں رسول اللہ ﷺ کی دعا سن کر خوشی خوشی واپس لوٹا۔ جب میں گھر آیا اور دروازے کی طرف گیا تو دروازہ بند تھا۔ میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو کہا ابوہریرہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ میں نے پانی گرنے کی آواز بھی سنی۔ وہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے غسل کیا اور لباس پہنا اور جلدی سے اپنی اوڑھنی لی اور پھر دروازہ کھولا اور کہا: ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ابوہریرہ کہتے ہیں میں واپس رسول اللہ ﷺ کی طرف گیا۔ اس دفعہ بھی میں رو رہا تھا مگر یہ آنسو خوشی کے آنسو تھے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرما کر ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دیدی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا بہت اچھا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اور میری ماں کے لئے اپنے مومن بندے پیارے بنادے اور ان کے دلوں میں ہم محبوب بنیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ اپنے غلام ابوہریرہ اور اس کی ماں کو مومنوں کا محبوب اور مومنوں کو ان کا محبوب بنادے۔

اب دیکھو، یہ ابوہریرہ کا قول ہے، ہر مومن جس نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوتا اور صرف میرے متعلق سنا ہوتا ہے، وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل ابی ھریرۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات کے میدان میں لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: خدا کے اس وفد کو خوش آمدید۔ اگر یہ (اہل وفد) خدا تعالیٰ سے کچھ مانگیں گے تو اللہ ان کو عطا کرے گا اور ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے گا اور اگر (ان میں سے) کوئی شخص (خدا کی راہ میں) ایک درھم خرچ کرے گا تو اس کا بدلہ اُس کو ہزاروں ہزار گنا زیادہ ملے گا۔ (کنزالعمال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں بھی ایک بشر ہوں۔ پس مومنوں میں سے اگر کسی کو میں نے کوئی تکلیف پہنچائی ہو یا کسی کو برا بھلا کہا ہو یا کسی پر لعنت ڈالی ہو یا کسی کو مارا ہو تو اس کو اُس کے لئے رحمت، پاکیزگی اور قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنادے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات ہیں دعا کے متعلق۔ فرماتے ہیں:۔

"دُعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتداء سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے تب اُس مرد فانی کی دعائیں فیوض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔ یہ دعا اگرچہ بعالم ظاہر انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے مگر در حقیقت وہ انسان خدا میں فانی ہوتا ہے اور دعا کرنے کے وقت میں حضرت احدیت و جلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اسوقت وہ ہاتھ اس کا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہی دعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے۔ دعا کرنے والوں کے لئے آسمان زمین سے نزدیک آجاتا ہے اور دعا قبول ہو کر مشکل کشائی کے لئے نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں اور ان کا علم پیش از وقت دیا جاتا ہے اور کم سے کم یہ کہ میخ آہنی کی طرح قبولیت دعا کا یقین غیب سے دل میں بیٹھ جاتا ہے۔ سچ یہی ہے کہ اگر یہ دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ دعا کی ضرورت نہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطالب کو پاویں بلکہ کوئی انسان بغیر ان قدرتی نشانوں کے ظاہر ہونے کے جو دعا کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اس سچے ذوالجلال خدا کو پاہی نہیں سکتا جس سے بہت سے دل دور پڑے ہوئے ہیں۔

ارشادِ نبوی ﷺ
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 بینٹو لین کلکتہ 70001
دکان 248-5222,248-1652,243-0794
رہائش 237-0471, 237-8468

نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بے ہودہ امر ہے مگر اسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دعا ہی ہے جس سے خداوند ذوالجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلی کرتا اور اَنَاالْقَادِر کا الہام ان کے دلوں پر ڈالتا ہے ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں روحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خداتعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا ہے اور تمام شکوک و شبہات دور کر دیتا ہے۔ کیونکہ جو مقاصد بغیر دعا کے کسی کو حاصل ہوں وہ نہیں جانتا کہ کیونکر اور کہاں سے اس کو حاصل ہوئے بلکہ صرف تدبیروں پر زور مارنے والا اور دعا سے غافل رہنے والا یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یقیناً و حقاً خداتعالیٰ کے ہاتھ نے اس کے مقاصد کو اس کے دامن میں ڈالا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص دعا کے ذریعہ سے خداتعالیٰ سے الہام پاکر کسی کامیابی کی بشارت دیا جاتا ہے وہ اس کام کے ہونے پر خداتعالیٰ کی شناخت اور معرفت اور محبت میں آگے قدم بڑھاتا ہے اور اس قبولیت دعا کو اپنے حق میں ایک عظیم الشان نشان دیکھتا ہے اور اس طرح وقتاً فوقتاً یقین سے پُر ہو کر جذبات نفسانی اور ہر ایک قسم کے گناہ سے ایسا مجتنب ہو جاتا ہے کہ گویا صرف ایک روح رہ جاتا ہے۔ لیکن جو شخص دعا کے ذریعہ سے خداتعالیٰ کے رحمت آمیز نشانوں کو نہیں دیکھتا وہ باوجود تمام عمر کی کامیابیوں اور بے شمار دولت اور مال اور اسبابِ تنعم کے دولت حق الیقین سے بے بہرہ ہوتا ہے اور وہ کامیابیاں اس کے دل پر کوئی نیک اثر نہیں ڈالتیں بلکہ جیسے جیسے دولت اور اقبال پاتا ہے غرور اور تکبر میں بڑھتا جاتا ہے۔ خداتعالیٰ پر اگر اس کو کچھ ایمان بھی ہو تو ایسا مردہ ایمان ہوتا ہے جو اس کو نفسانی جذبات سے روک نہیں سکتا اور حقیقی پاکیزگی بخش نہیں سکتا"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۹۔۲۴۰)

۱۹۰۰ء کے الہامات کے ذکر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ مجھے مرض ذیابیطس کے سبب بہت تکلیف تھی۔ کئی دفعہ سو سو مرتبہ دن میں پیشاب آتا تھا۔ دونوں شانوں میں ایسے آثار نمودار ہوگئے جن سے کاربنکل کا اندیشہ تھا۔ تب مَیں دعا میں مصروف ہوا تو یہ الہام ہوا: "وَالْمَوْتِ اِذَا عَسْعَسَ"۔ یعنی قسم ہے موت کی جب کہ ہٹائی جائے۔ چنانچہ یہ الہام بھی ایسا پورا ہوا کہ اس وقت سے لے کر ہمیشہ ہماری زندگی کا ہر ایک سیکنڈ ایک نشان ہے"۔ (نزول المسیح۔ صفحہ ۲۲۵)

"۷ر جنوری ۱۹۰۰ء کو صبح کی نماز کے وقت حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ پرسوں کی نماز میں جب مَیں التحیّات کے لئے بیٹھا تو بجائے التحیّات کے یہ دعا پڑھنے لگ گیا: صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلَيْكَ وَ يُرَدُّ دُعَآءُ اَعْدَآءِكَ عَلَيْهِمْ۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ مَیں نے خیال کیا کہ یہ کیا پڑھ رہا ہوں، تو معلوم ہوا کہ الہام ہے۔" (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱۔ صفحہ ۱۰۴۔ روایات میاں محمد الدین صاحبؓ ولد میاں نورالدین صاحب ضلع گجرات)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۲ر نومبر ۱۹۰۳ء کو رؤیا میں دیکھا کہ:-

"مَیں ایک قبر پر بیٹھا ہوں۔ صاحب قبر میرے سامنے بیٹھا ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ آج بہت سی دعائیں امور ضروری کے متعلق مانگ لوں۔ اور یہ شخص آمین کہتا جاوے۔ آخر مَیں نے دعائیں مانگنی شروع کیں جن میں سے بعض دعائیں یاد ہیں اور بعض بھول گئیں۔ ہر ایک دعا پر وہ شخص بڑی شرح صدر سے آمین کہتا تھا۔ ایک دعا یہ ہے کہ: الٰہی! میرے سلسلے کو ترقی ہو اور تیری نصرت اور تائید اس کے شامل حال ہو۔ اور بعض دعائیں اپنے دوستوں کے حق میں تھیں۔ اتنے میں خیال آیا کہ یہ دعا بھی مانگ لوں کہ میری عمر پچانوے سال ہو جاوے۔ مَیں نے دعا کی۔ اُس نے آمین نہ کہی۔ مَیں نے وجہ پوچھی، وہ خاموش ہو رہا۔ پھر مَیں نے اُس سے سخت تکرار اور اصرار شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس سے ہاتھاپائی کرتا تھا۔ بہت عرصہ کے بعد اُس نے کہا اچھا دعا کرو، مَیں آمین کہوں گا۔ چنانچہ مَیں نے دعا کی کہ الٰہی میری عمر پچانوے برس کی ہو جاوے۔ اُس نے آمین کہی۔ مَیں نے اس سے کہا کہ ہر ایک دعا پر تو شرح صدر سے آمین کہتا تھا، اس دعا پر کیا ہو گیا۔ اُس نے ایک دفتر عذروں کا بیان کیا کہ یہ وجہ تھی، فلاں وجہ تھی جو میرے ذہن سے جاتا رہا مگر مفہوم بعض عذروں کا یہ تھا کہ گویا وہ کہتا ہے کہ جب ہم کسی امر کی نسبت آمین کہتے ہیں تو ہماری ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔"

(البدر جلد ۲ نمبر ۴۷۔ بتاریخ ۱۶/ دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۷۴)

تو یہ دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ جو کشف ہے یہ بھی حیرت انگیز ہے۔ اس نے شرح صدر کے ساتھ آخر تک آمین نہیں کہی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر جیسا کہ آپ کو پتہ ہے کہ پچانوے سال نہیں ہوئی۔ تو جو دعائیں قبول نہیں ہوتیں ان میں بھی حکمت ہوتی ہے، ان میں بھی خدا کا ایک نشان ہے۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خادم فضل الدین صاحب المعروف فجّا نے ایک روایت سنائی کہ ایک دفعہ اتفاقاً ایک لیمپ میں تیل ڈالتے ہوئے میرے کپڑوں میں آگ لگ گئی ...... میرا بہت سا جسم جل گیا اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کہنے لگے کہ یہ بیس منٹ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ فرمانے لگے کہ ایک گھنٹہ بمشکل زندہ رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمانے لگے کہ "مَیں نے ابھی رؤیا دیکھا ہے اور اس کو باغ میں دیکھا ہے"۔ مطلب یہ کہ اولاد والا ہوگا...... پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے لئے ساری رات دعا کی اور حضرت امّ المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور دو اَور عورتوں کو پاس باری باری بٹھایا اور ساری رات میرے لئے دعا کی۔ اور آخر اللہ تعالیٰ نے مجھے موت سے نجات بخشی اور شفا عطا فرمائی۔" (تذکرہ۔ صفحہ ۸۱۶۔۸۱۷۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اور یہ بڑا ہو کر صاحب اولاد ہو کر مرا ہے۔

"ایک دفعہ ڈاکٹر نور محمد صاحب مالک کارخانہ ہمدمِ صحت کا لڑکا سخت بیمار ہو گیا۔ اس کی والدہ بہت بیتاب تھی۔ اس کی حالت پر رحم آیا۔ اور دعا کی تو الہام ہوا: "اچھا ہو جائے گا"۔ اسی وقت یہ الہام سب کو سنایا گیا جو پاس موجود تھے۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ وہ لڑکا خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہو گیا۔"

(نزول المسیح۔ صفحہ ۲۳۰)

"مٹھہ ٹوانا ضلع شاہ پور سے ایک سکھ معہ اپنے لڑکے کے آیا۔ اُس کے لڑکے کو غالباً تپ دق کا مرض تھا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علاج کرانے آیا تھا۔ اس لڑکے کا باپ دعا کے لئے حاضر ہوتا۔ آپ دعا فرماتے۔ آپ کو الہاماً ایک نسخہ معلوم ہوا جو اس پر حضرت مولوی صاحب کی معرفت استعمال کرایا گیا اور وہ لڑکا شفایاب ہو گیا۔

(الفضل۔ جلد ۳۰، نمبر ۱۴۴۔ بتاریخ ۲۴/جون ۱۹۴۲ء صفحہ ۳)

روایت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ:

"لاہور سے ایک بی۔ اے نوجوان بتوں کا رہنے والا بڑا تیز طبع ہمارے حضرتؑ کو دیکھنے کے لئے (آیا)...... حضرت کے دل میں القاء ہوا کہ اس کے لئے دعا کرو۔ دعا کی۔ معاً اس کا دل تبدیل کیا گیا اور بیعت کی درخواست کی۔" (اصحاب احمد، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۱۷ مکتوب حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ۔ ۱۹/اپریل ۱۸۹۸ء)

قبولیت دعا کا ایک اور نشان۔ "شیخ رحمت اللہ صاحب کی دکان کو آگ لگنے کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے ننگے سر اور ننگے پاؤں سجدے میں گر کر دعا کی تو معاً دعا کرتے کرتے خداتعالیٰ نے ہوا کا رُخ بدل دیا اور امن امن کی آواز آگئی اور ہر طرح اطمینان ہو گیا۔

(ملفوظات۔ جلد ۳۔ صفحہ ۲۴۳ طبع جدید ربوہ)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام بھی کتنے پُر یقین تھے ایمان سے ماشاء اللہ۔ جب آگ لگنے کا خطرہ ہوا اور جب آگ لگ گئی دکان کو تو اس وقت تو باہر نکل کر بھاگنے کا وقت ہوتا ہے۔ مگر وہیں سجدہ ریز ہو گئے اور خدا سے دعا کی اور اتنے میں امن امن کی آواز آنی شروع ہو گئی یعنی وہ آگ بجھ گئی۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں: "ایک دفعہ میری بیوی کے بڑے بھائی حکیم محمد اسماعیل صاحب کی ایک آدمی سے لڑائی ہو گئی جس میں حکیم صاحب نے اس آدمی کو

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

تبلیغِ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

مار مار کر لہولہان کر دیا۔ اس مضروب کے وارثوں نے جب اسے قریب الموت پایا تو وہ اسے چارپائی پر ڈال کر حافظ آباد کے تھانے میں لے گئے۔ میری خوش دامن صاحبہ نے جب یہ واقعہ سنا تو مجھے حکیم صاحب موصوف کے لئے دعا کرنے کے لئے کہا۔ مَیں نے جب ان کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی تسکین دی کہ مَیں نے دعا کے بعد ہی سب گھروالوں کو بتایا کہ نہ تو وہ مضروب مرے گا اور نہ ہی اس کے وارث اسے حافظ آباد کے تھانے میں لے جائیں گے اور نہ ہی مقدمہ دائر کریں گے۔ چنانچہ اس دعا کے بعد واقعی وہ لوگ جو زخمی کو اٹھا کر حافظ آباد لے جارہے تھے جب تقریباً ڈیڑھ کوس کا فاصلہ طے کر کے حافظ آباد اور اپنے گاؤں کے درمیان ایک نہر کے پل پر پہنچے تو وہاں سے پھر واپس آ گئے اور اس کے بعد وہ مضروب جو بظاہر قریب الموت ہو چکا تھا وہ بھی چند دنوں میں اچھا ہو گیا اور حکیم صاحب کے خلاف مقدمہ بھی کسی نے دائر نہ کیا۔ (حیات قدسی حصہ دوم صفحہ ۹۰)

حافظ عبدالرحمٰن صاحب حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی قبولیت کا ذکر کرتے ہیں:

"حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا معمول تھا کہ یونیورسٹی کے امتحانات جب شروع ہوتے تھے تو حضرت مولوی صاحب بلاناغہ روز تشریف لاتے اور لڑکوں کی معیت میں نہایت الحاح سے دعا کرتے پھر تمام لڑکے ہال میں داخل ہو جاتے۔ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب دعا کر کے آرہے تھے کہ ہائی سکول کے بورڈنگ کے قریب ملے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور میری بچی حفیظۃ الرحمٰن نے ایف اے فلاسفی کا امتحان دینا ہے اس کے لئے دعا کریں تو وہ شفقت کا پیکر بغیر کچھ جواب دیئے میرے ساتھ ہو لیا اور دوبارہ ہائی سکول کے برآمدہ میں پہنچ کر میری بچی کے لئے لمبی دعا کی۔ آپ پر خاص رقت کی کیفیت تھی۔ دعا کے بعد فرمایا کہ آپ کی بچی کامیاب ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ فلاسفی میں ضلع گورداسپور بھر میں فرسٹ آئی۔ (سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ صفحہ ۲۲۴)

حضرت مولوی عبدالواحد خان صاحبؓ کی دعا کا نمونہ۔ مکرم میاں عبدالحق صاحب رامہ کراچی میں اپنا دو منزلہ بنگلہ تعمیر کرا رہے تھے کہ نچلی منزل کی تعمیر کے بعد روپیہ ختم ہو گیا۔ بہت فکر مند تھے کیونکہ اوپر کی منزل کی تعمیر کے بغیر حسب منشاء کرایہ پر عمارت نہیں اٹھ سکتی تھی۔ میاں صاحب نے مولوی صاحب سے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور رات کو دیکھا کہ ایک انگریز بہت اچھا سوٹ پہنے ہوئے آپ کے سامنے کھڑا ہے اور کہتا ہے میرا نام Copmlete Man ہے۔ (یعنی مکمل آدمی)۔ چنانچہ آپ کو یقین ہو گیا کہ ان کا کام ہو جائے گا۔ چنانچہ صبح ہی یہ عجیب حسن توارد ہے کہ ایک امریکن نے آکر رامہ صاحب کو پانچ ہزار روپیہ پیشگی دے دئے اور اس سے وہ عمارت مکمل ہو گئی۔ (اصحاب احمد جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۲۰۸)

انڈونیشیا میں احمدیہ مشن کے قیام کے ابتدائی زمانہ میں ایک مرتبہ بانڈونگ شہر میں مولانا رحمت علی صاحب ایک احمدی درزی مکرم محمد یوسف صاحب کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہالینڈ کے ایک عیسائی بشپ ادھر آ نکلے اور احمدیت اور عیسائیت پر تبادلہ خیالات شروع ہو گیا۔ اور لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا کہ اسی اثناء میں اچانک موسلادھار بارش برسنے لگی۔ وہ علاقہ ایسا ہے کہ جب بارش ہو تو کئی کئی گھنٹے مسلسل برستی ہے۔ پادری صاحب جب بحث میں عاجز آ گئے تو انہوں نے اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے مولانا صاحب کو للکار کر کہا کہ اگر واقعی عیسائیت کے مقابلے پر احمدیت سچی ہے تو اس وقت ذرا اپنے خدا سے کہئے کہ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائے اور اس موسلادھار بارش کو یکدم بند کر دے۔ اس نادان، کوتاہ نظر اور روحانیت سے عاری پادری کی نظر برستی ہوئی بارش اور گھرے ہوئے بادلوں پر تھی مگر مولانا صاحب نے زندہ خدا پر زندہ ایمان کا ثمرہ چکھا ہوا تھا۔ چنانچہ بلاحیل و حجت اسی وقت بڑی پُر اعتماد آواز میں بارش کو مخاطب کر کے کہا: "اے بارش! تو اس وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور احمدیت کے زندہ اور سچے خدا کا ثبوت دے"۔ چنانچہ چند منٹ نہیں گزرے تھے کہ بارش تھم گئی۔ (الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۸۲ء)۔ انڈونیشیا میں جو بارشیں ہوتی ہیں وہ کئی کئی گھنٹے چلتی ہیں اور بہت بارش ہوتی ہے۔

اب میں آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عربی دعا کا ترجمہ پیش کرتا ہوں:

"اے میرے ربّ! میرے دل پر اتر اور میرے سینے سے ظہور فرما بعد اس کے کہ مَیں لُوٹا گیا۔ اور میرا دل نور عرفان سے بھر دے۔ اے میرے ربّ! تو ہی میری مراد ہے، پس میری مراد مجھے دیدے۔ اے ربّ الارباب، تجھے تیرے منہ کی قسم، تو مجھے کتّوں کی موت نہ مارنا۔ اے میرے ربّ! مَیں نے تجھے اختیار کیا ہے، پس تو بھی مجھے اختیار کر اور میرے دل کی طرف نظر کر اور میرے قریب آجا کہ تُو بھیدوں کا جاننے والا ہے اور ہر اس چیز سے خوب باخبر ہے جو غیروں سے چھپائی جاتی ہے۔ اے میرے ربّ! اگر تُو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے اور مخلص ہیں تو مجھے اس طرح ہلاک کر ڈال جیسے سخت جھوٹے ہلاک کئے جاتے ہیں۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ مَیں تجھ سے ہوں اور تیری طرف سے بھیجا گیا ہوں تو تُو میری مدد کے لئے کھڑا ہو کہ مَیں تیری مدد کا محتاج ہوں، اور میرا معاملہ ایسے دشمنوں کے سپرد نہ کر جو مجھ پر استہزاء کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ اور مجھے دشمنوں اور مکر کرنے والوں سے محفوظ رکھ۔ یقیناً تُو ہی میری شراب ہے اور تُو ہی میری راحت ہے اور تُو ہی میری جنت اور میری ڈھال ہے۔ پس میرے معاملہ میں میری مدد فرما اور میری چیخ و پکار کو سُن اور تُو رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر جو سب نبیوں سے افضل اور متقیوں کے امام ہیں۔ اور تو انہیں وہ مراتب عطا فرما جو تُو نے کسی دوسرے نبی کو عطا نہیں فرمائے۔ اے میرے ربّ! تُو وہ سب نعمتیں جو مجھے عطا فرمانا چاہتا ہے، اُنہیں عطا فرمادے۔ پھر مجھے اپنے منہ کے صدقے بخش دے اور تُو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ اور سب تعریف تیرے لئے ہے کہ تیرے ہی فضل سے یہ کتاب جمعہ کے روز عیدین کے درمیان واقع مبارک مہینہ میں اتنی مدت کے اندر اندر طبع ہوئی جو لفظ "عین" کے اَعداد کے برابر ہے۔ (عین سے مراد ستّر ہے اور وہ ستّر دن میں مکمل ہو گئی)۔ اے میرے ربّ! اے دعا کرنے والوں کو جواب دینے والے!! اسے اپنے فضل سے طالبان حق کے لئے مبارک اور فائدہ مند اور صحیح راستہ کی طرف ہدایت دینے والی بنادے۔ آمین، ثم آمین۔ وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق آپ کی ایک عظیم الشان دعا ہے جو بہت دفعہ آپ لوگوں نے سنی ہو گی مگر ہر دفعہ یوں لگتا ہے کہ پہلی دفعہ سن رہے ہیں۔ اس میں آنحضرت ﷺ کا حیرت انگیز عشق جلوہ گر ہے:۔

"جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں ایک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَ غَمِّهٖ وَ حُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اَنْزِلْ عَلَیْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَی الْاَبَدِ۔ اور مَیں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے"۔ (برکات الدعاء، روحانی خزائن جلد ۶۔ صفحہ ۱۰، ۱۱)

زندہ قوموں کی یہ علامت ہوا کرتی ہے کہ ان کے نوجوان اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اپنے بڑوں کے قائم مقام بن جائیں۔ (حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران - حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان -
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

مکّہ میں آباد ہونے کے لئے قریش کی انتہائی قربانی

"جو کچھ مکہ والوں نے کیا اگر ساری جماعت قربانی کے اس نقطہ تک پہنچ جائے تو دنیا میں حیرت انگیز طور پر ہماری تبلیغ کا سلسلہ وسیع ہو جائے"

تلخیص از تفسیر کبیر (تفسیر سورۃ القریش)

محترمہ منصورہ الہ دین صاحبہ حیدرآباد

معزز قارئین کرام! آیئے آج ہم آپ کو اس دور میں لے چلیں جبکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد مکہ کو چھوڑ کر سارے عرب میں پھیل چکی تھی، اور بے مثال قربانیوں کی ایسی داستان حقیقت کو آشکار کریں جسے اپنا کر آج ہم سب بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے حق میں اصحاب الفیل والا نشان پا سکتے ہیں۔ کیونکہ......

تدبیر کے زیر دست تقدیر درخشاں ہوتی ہے
قدرت بھی مدد فرماتی ہے جب کوشش انساں ہوتی ہے

قارئین کرام! حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو خانہ کعبہ میں اسلئے بٹھایا کہ وہ خانہ کعبہ کی حفاظت کریں۔ لیکن حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں آگے یہ جوش دیر تک قائم نہ رہا۔ کچھ نسل تک تو انھوں نے اس وعدہ کو یاد رکھا لیکن اس کے بعد وہ اس وعدہ کو بھول گئے اور حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سارے عرب میں پھیل گئی بلکہ عرب کے علاوہ شام تک بھی چلی گئی۔ آخر قریب زمانہ نبویؐ میں قصّی بن حکیم بن نظر کے دل میں خیال آیا کہ ابراہیمی وعدہ کو تو ہم پورا نہیں کر رہے ہمارے دادا نے تو یہ کہا تھا کہ تم یہاں رہو۔ اس گھر کی صفائی رکھو۔ خانۂ کعبہ کے حج اور طواف کے لئے جو لوگ آئیں ان کی خدمت کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنا وقت گزارو مگر ہم ادھر ادھر بکھر گئے اور اس خدمت کو جو ہمارے دادا نے ہمارے سپرد کی تھی بھول گئے۔

یہ خیال ان کے دل میں اتنے زور سے پیدا ہوا کہ انھوں نے بنو نظر کے اندر یہ تحریک شروع کی کہ آؤ ہم لوگ اپنے سارے کام کاج چھوڑ کر مکہ میں جا بسیں اور خانہ کعبہ کی خدمت کریں یہ مناسب نہیں کہ ہم دنیوی اغراض کے لئے حضرت ابراہیم کے وعدہ کو بھول جائیں اور جو نصیحت انھوں نے اپنی اولاد کو کی تھی اس کی پرواہ نہ کریں۔ انہوں نے جب ہمارے سپرد یہ کام کیا تھا کہ ہم خانۂ کعبہ کی خدمت کریں تو ہمارا فرض یہی ہے کہ ہم مکہ میں چلے جائیں اور خانہ کعبہ کی خدمت کریں۔ چنانچہ اُن کی قوم نے ان کی بات مان لی اور وہ سب مکہ میں اکٹھے ہو گئے۔ یہ ایک بہت بڑی قربانی تھی۔ جو انھوں نے کی وہ باہر بڑی بڑی اچھی چراگاہوں میں رہتے تھے۔ تجارتیں بھی کرتے تھے۔ وہ زمین داریاں بھی کرتے تھے۔ وہ اور کئی قسم کے کاروبار میں بھی حصہ لیتے تھے۔ مگر یک دم ساری قوم نے اپنی زمینیں چھوڑیں گلہ بانی چھوڑی زمیں داری چھوڑی تجارت چھوڑی اور ایک وادی غیر ذی زرع میں جہاں آمدن کی کوئی صورت نہیں تھی آبیٹھے۔ اس قربانی کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی کہ ایک قوم کی قوم اپنے پیشے چھوڑ کر محض اس لئے ایک وادی غیر ذی زرع میں آبیٹھی کہ ان کے دادا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہ نصیحت کی تھی کہ تم مکہ میں رہو۔ یہ ایک بہت بڑی قربانی تھی جو انھوں نے کی۔ چونکہ یہ لوگ متفرق ہونے کے بعد پھر اپنے گھر بار چھوڑ کر مکّہ میں جمع ہو گئے تھے تا کہ ابراہیمی وعدہ کو پورا کریں اس لئے ان کا نام قریش رکھا گیا کیونکہ قریش کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ غرض قصّی بن کلاب کی تحریک پر یہ لوگ آئے اور مکّہ میں بس گئے مگر ابتداء میں عرب کی توجہ حج کی طرف اتنی نہیں تھی کہ وہ مکّہ میں کثرت سے آتے جاتے اور خانہءِ کعبہ کی برکات سے مستفیض ہوتے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ قوم جو اپنے دادا کی ہدایت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی پیشگوئیوں کے باوجود خانہءِ کعبہ کو چھوڑ کر چلی گئی۔ اگر حاجی کثرت سے مکّہ میں آتے ہوتے تو ان لوگوں کے رزق کے سامان پیدا ہوتے رہتے اور ان کو مکّہ چھوڑنے کی مجبوری نہ پیش آتی۔ پس آل اسماعیل کا مکّہ کو چھوڑ کر دوسرے عرب علاقوں میں پھیل جانا اس امر کا ثبوت ہے کہ اس وقت تک خانہءِ کعبہ کے حج کا رواج عرب میں کم تھا اور بہت تھوڑے لوگ حج کے لئے آتے تھے۔ اور ان کے گزارہ کی کوئی صورت نہ تھی۔ لیکن جب قصّی بن کلاب کی تحریک پر یہ لوگ مکّہ میں جا بسے تو یہی دقّت ان کو پھر پیش آئی۔ وہ بس تو گئے مگر چونکہ حاجی بہت کم آتے تھے اور یہ لوگ بھی مکّہ ہی میں رہتے تھے باہر کہیں آتے جاتے نہیں تھے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سخت تنگی اور عسر کی حالت میں مبتلا ہو گئے۔ اور ان کے گزارہ کی کوئی صورت نہ رہی۔ بلکہ بعض لوگوں کی تو فاقہ تک نوبت پہنچ گئی اور ان کے لئے اپنی عزت اور زندگی کا قائم رہنا مشکل ہو گیا۔ مگر پھر بھی قریش کو داد دینی پڑتی ہے کہ انھوں نے ان تمام صعوبتوں کو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اور اپنی زبان پر وہ ایک لمحہ کے لئے بھی حرف شکایت نہ لائے۔

قارئین کرام! ان میں سینکڑوں قسم کی خرابیاں پائی جاتی تھیں لیکن بعض غیر معمولی خوبیاں بھی تھیں۔ مکّہ کے لوگوں میں سے جب کسی خاندان کے پاس کھانے پینے کا سامان بالکل ختم ہو جاتا اور اس کی حالت غیر ہو جاتی۔ وہ دوست بھی جو ان کی حالت سے آگاہ ہوتے، مدد سے لاچار ہوتے کیونکہ وہ خود بھی غریب ہی ہوتے تھے تو وہ فاقہ کش لوگ قصی پر اعتراض نہیں شروع کر دیتے تھے کہ اس نے ہمیں غلط تعلیم دی تھی۔ ہم مکّہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ ہم نے بیوقوفی کی کہ ایسی جگہ آبسے جہاں روٹی کا کوئی سامان نہیں تھا۔ بلکہ وہ خاندان اُسی وقت اپنا خیمہ اُٹھا کر مکہ سے ذرا باہر چلا جاتا اور مکہ سے دو تین میل پرے اپنا خیمہ لگا لیتا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی وہیں لے جاتا تا کہ اُس کے رشتہ داروں، دوستوں اور محلّہ والوں کو اُس کی اِس بُری اور خراب حالت کا پتہ نہ لگے اور وہیں وہ سب کے سب بھوکے مر جاتے یہ اس قسم کی قربانی ھیکہ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ لوگ بھوکے ہوتے ہیں تو وہ فوراً کسی دوسری جگہ جا کر اپنی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ دوسروں سے سوال کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور صبر اور برداشت کی قوت کو بالکل کھو بیٹھتے ہیں۔

اس کی مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ھیکہ ہمارے صوفیاء نے ایک لطیفہ لکھا کوئی بزرگ تھے انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں شہر چھوڑ کر باہر جنگل میں اللہ کی عبادت کیا کروں گا وہ کھانا بھیج دے گا تو کھا لوں گا اور اگر نہ بھیجے گا تو فاقہ کروں گا۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ انھوں نے شہر سے باہر ڈیرے لگا لئے ہیں تو ان کی بزرگی اور تعلقات کی وجہ سے دوستوں نے ان کو باقاعدہ صبح شام کھانا پہنچانا شروع کر دیا مگر ایک دفع ایسا اتفاق ہوا کہ انھیں کھانا نہ پہنچا شاید ان سے زیادہ تعلق والے لوگ کہیں باہر چلے گئے تھے یا شاید ان میں سے ہر ایک نے یہ سمجھا کہ دوسرے نے کھانا بھیج دیا ہوگا اور اسطرح کوئی شخص بھی کھانا نہ لایا۔ ایک وقت گزرا اور انھیں کھانا نہ ملا۔ دوسرا وقت آ گیا تب بھی کھانا نہ آیا۔ اس کے بعد تیسرا وقت آ گیا مگر پھر بھی انھیں کھانا نہ پہنچا۔ تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں اور پانچویں کے بعد چھٹا فاقہ ان پر آ گیا۔ جب چھ فاقے ہو گئے تو اب ان کے لئے برداشت کرنا مشکل ہو گیا وہ کسی طرح گرتے پڑتے شہر میں آئے اور اپنے کسی دوست کے ہاں جا کر اس سے خواہش کی کہ وہ انھیں کچھ کھانے کو دے۔ اس نے تین روٹیاں اور ان پر کچھ سالن رکھ کر پیش کیا۔ انھوں نے روٹیاں اٹھائیں سالن لیا اور باہر جنگل کو چل پڑے۔ کچھ دور جا کر انھوں نے دیکھا کہ گھر کے مالک کا کتا بھی ان کے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ انھیں خیال آیا کہ اس کتے کا بھی ان روٹیوں پر حق ہے، اس پر انھوں نے ایک روٹی لی اس پر سالن کا تیسرا حصہ رکھا اور کتے کے آگے ڈال دیا اس نے جلدی جلدی روٹی کھائی اور پھر ان کے پیچھے چل پڑا۔ وہ تھوڑی دور گئے ہونگے کہ پھر ان کو خیال آیا کہ کتا تو ابھی پیچھے چلا آ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اسے سیری نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کتا شاید اس لئے ان کے پیچھے گیا ہوگا کہ وہ اس کے مالک کے دوست تھے اور کتا ان کو اکثر آتے جاتے دیکھتا ہوگا۔ کتا جہاں اپنے آقا کے ساتھ محبت رکھتا ہے وہاں وہ اپنے آقا کے ساتھ ملنے والوں کو بھی خوب پہچانتا ہے۔ بہت ہی ذہین جانور ہے۔ مگر انھوں نے تصوّف کے اثر کے نیچے یہ سمجھا کہ شاید یہ اپنا حق مانگتا ہے چنانچہ انھوں نے کتے کو دیکھ کر کہا بے شک تیرا حق مجھ سے زیادہ ہے۔ تو تو ہر وقت وہاں بیٹھا رہتا ہے مگر میں تو کبھی کبھار جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر انھوں نے دوسری روٹی لی اس پر سالن کا بقیہ نصف حصہ رکھا اور اسے کتے کے آگے ڈال دیا کتے نے وہ روٹی بھی کھا لی مگر پھر بھاگ کر ان کے پیچھے چل پڑا۔ اب جو کتا ان کے پیچھے چلا تو انھیں بہت غصہ آیا اور جب انسان کو غصہ آتا ہے تو وہ جانوروں سے بھی باتیں کرنے لگتا ہے۔ ہمارے ملک میں بیل چلانے والے بیل سے باتیں کرتے ہیں۔ گدھے چلانے والے گدھوں سے باتیں کرتے ہیں۔ اکے والے آدھی باتیں سواری سے کرتے ہیں اور آدھی باتیں گھوڑے سے کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں شاباش قدم اٹھائے چلا جا میں تجھے خوب گھاس کھلاؤں گا۔ کبھی نہیں چلتا تو غصے میں اسے گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جب انھوں نے بھی دیکھا کہ کتا ابھی تک پیچھے چلا آ رہا ہے تو انھوں نے غصّہ سے اس کی طرف دیکھا اور کہا بے حیا دو روٹیاں تو میں ڈال چکا ہوں مگر پھر بھی تو میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ انھوں نے یہ بات کہی ہی تھی کہ ان پر کشفی حالت طاری ہوئی اور انھوں نے دیکھا کہ وہی کتا ان کے سامنے کھڑا ہے۔ کشف میں جانور بھی بات کر لیتے ہیں۔ زمین بھی بات کر لیتی ہے لکڑی بھی بات کر لیتی ہے۔ اس لئے کتّے کی بات پر تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ انھوں نے دیکھا کہ کتا ان کے سامنے کھڑا ہے اور وہ ان سے کہہ رہا ہے کہ بے حیا میں ہوں یا تم۔ میں جس انسان کے دروازہ پر بیٹھا ہوں اسے میں نے کبھی نہیں چھوڑا خواہ فاقوں پر فاقے ہی کیوں نہ آئیں۔ مگر تم محض خدا کے لئے جنگل میں جا بیٹھے تھے لیکن چند فاقے ہی آئے تھے کہ شہر کی طرف اُٹھ بھاگے۔ اس نے اتنا کہا اور کشفی حالت جاتی رہی۔ انھوں نے تیسری روٹی اور باقی سالن بھی کتّے کے آگے ڈال دیا اور خود خالی ہاتھ جنگل کی طرف چل پڑے۔ وہاں پہنچے ہی تھے کہ تھوڑی دیر میں ان کے دوست اور کئی دوسرے

لوگ کھانا لئے ہوئے آپہنچے اور ان سے معذرت کرنے لگے کہ پچھلے چند دنوں میں وہ اس خدمت سے محروم رہے۔ ان بزرگ نے کہا اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرا امتحان لیا گیا تھا۔

قارئین کرام! حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مندرجہ بالا قصہ کو مکّہ کے لوگوں کے حالات سے مقابلہ کر کے دیکھو۔ وہ لوگ مشرک تھے لیکن ان میں محمد رسول اللہ ﷺ کی امّت بننے کی قابلیت خدا تعالیٰ پیدا کر رہا تھا۔ یہ کتنی بڑی قربانی ہے کہ وہ مکّہ سے کچھ فاصلہ پر خیمے لگا لیتے اور اپنے بیوی بچوں سمیت وہیں بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر جاتے۔ مگر مکّہ کو نہ چھوڑتے تھے اور نہ دوسرے لوگوں سے سوال کرتے۔ اس سے ایک طرف تو ان کے اس جوش کا پتہ لگتا ہے جو ان کے دلوں میں خانۂ کعبہ کی خدمت کے متعلق تھا۔ اور دوسری طرف ان کی قناعت کا بھی اظہار ہوتا ہیکہ وہ لوگوں پر بار نہیں بنتے تھے کسی سے کچھ مانگتے نہیں تھے۔ الگ تھلگ ایک خیمہ میں پڑے رہتے اور وہیں سب کے سب مر جاتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت جو اس امر کی مدّعی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نازل کی ہوئی تعلیم پر ایمان رکھتی اور اس کے نور کی حامل ہے اس کے افراد کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد اور آپ کے خاص اتباع کی اولاد کو میں ان کے اس فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ دین کے لئے قربانی اور ایثار کا وہ مادہ ابھی تک ان میں پیدا نہیں ہوا جو احمدیت میں داخل ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد انمیں پایا جانا چاہئے تھا۔ ان کا قدم نہایت سست ہے۔ اور ان کے اندر قربانی اور ایثار کا مادہ ابھی بہت کم ہے۔ یقیناً اس معیار کے ساتھ ہم کبھی بھی دنیا پر غالب نہیں آسکتے۔ جب تک ہم میں سے ہر شخص یہ نہیں سمجھ لیتا کہ وہ غرض جس کے لئے وہ اس سلسلہ میں شامل ہوا ہے اور وہ مقصد جس کے لئے اس نے بیعت کی ہے وہ دوسری تمام اغراض اور دوسرے تمام مقاصد پر مقدم ہے۔ اس وقت تک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے اپنے ایمان کا کوئی اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے لئے تو ایسے کام کرنا جس دین کی خدمت میں روک پیدا ہو قطعی طور پر ناجائز ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ ویسا ہی دنیا دار شخص ہے جیسے کوئی اور۔ لیکن دوسروں کو بھی یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ان کے اندر یہ مادہ ہونا چاہئے کہ جب دین کی طرف سے انھیں آواز آئے تو وہ اپنے تمام کام کاج چھوڑ کر فوراً چلے آئیں۔ اور اپنے آپ کو دینی خدمات میں مشغول کر دیں۔ ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیعت کے وقت انھوں نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اس عہد کے آخر کوئی معنی تو ہونے چاہئیں۔ اور اس عہد کا کوئی نہ کوئی مفہوم تو ہونا چاہئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ عہد ہم سے صرف اتنا تقاضا نہیں کرتا کہ ہم کسی ایک پہلو میں دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ بلکہ ہر بات میں اور اپنے ہر کام میں ہمارا فرض ہیکہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ جو شخص اپنے ہر کام میں دین کو دنیا پر مقدم نہیں کر سکتا اسے کم از کم یہ تو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ کسی ایک کام میں ہی دین کو دنیا پر مقدم رکھے تا کہ وہ کہہ سکے کہ میں اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہ کوشش خواہ وہ مال کے لحاظ سے کرے، خواہ تجارت کے لحاظ سے کرے، خواہ پیشہ کے لحاظ سے کرے، خواہ وطن کی محبت کے لحاظ سے کرے، خواہ ملازمت کے لحاظ سے کرے، خواہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے تعلقات کے لحاظ سے کرے، خواہ عبادت کے لحاظ سے کرے، خواہ قربانی اور ایثار کے لحاظ سے کرے بہر حال کوئی ایک چیز تو ایسی ہونی چاہئے جسے وہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہو اور کہہ سکتا ہو کہ جن کاموں کا مجھے موقعہ ملا ہے ان میں میں نے دین کو دنیا پر مقدم کر لیا ہے۔ اور جو باقی کام ہیں ان میں بھی میں پوری طرح تیار ہوں کہ اس عہد کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کروں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا دعوٰی ایمان محض ایک منافقانہ فعل ہے جو اس کے کسی کام نہیں آسکتا۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ تم قریش کے اس واقعہ پر غور کرو اور دیکھو کہ باوجود اس کے کہ یہ لوگ سچے دین کے حامل نہیں تھے، باوجود اس کے کہ یہ لوگ بت پرست تھے، باوجود اس کے کہ یہ لوگ بے دین تھے انھوں نے کتنی عظیم الشان قربانی کی۔ یہ لوگ اپنی قوم پر بوجھ نہیں بنے۔ انھوں نے کہا ہم خدا کے لئے آئے تھے ہماری قوم کا کیا حق ہے کہ وہ ہماری خدمت کرے۔ وہ خیمہ اٹھا کر مکّہ سے باہر چلے جاتے۔ باپ کے سامنے اس کا بیٹا مرتا، ماں کے سامنے اس کی بیٹی مرتی، بیوی کے سامنے اس کا خاوند مرتا، بچّوں کے سامنے ان کا باپ مرتا، دوست کے سامنے دوست اور رشتہ دار کے سامنے رشتہ دار مرتا مگر کیا مجال کے ان کی زبان پر کوئی شکایت آتی۔ کیا مجال کہ وہ اس جگہ کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ اتنی بڑی مصیبت دیکھنے کے بعد بھی انھوں نے اس جگہ کو نہیں چھوڑا۔ وہ کسی معجزہ کو دیکھ کر وہاں نہیں آئے تھے، وہ کسی نشان کو دیکھ کر وہاں نہیں آئے تھے۔ وہ کسی تازہ تعلیم پر ایمان لا کر وہاں نہیں آئے تھے۔ دو ہزار سال پہلے ان کے دادا ابراہیمؑ نے ایک بات کہی تھی اور وہ اپنے دادا کے وعدہ کے مطابق اس سرزمین میں آبسے۔ ان پر فاقے آئے مگر انھوں نے اس جگہ کو نہ چھوڑا۔ انھوں نے سالہا سال غربت اور تنگی اور افلاس میں اپنی زندگی کے دن بسر کئے۔ ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا۔ ان کے پاس گزارہ کا کوئی سامان نہیں تھا۔ مگر انھوں نے کہا کہ ہم اس مقام کو اب نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم مٹ جائیں گے ہم ایک ایک کر کے فنا ہو جائیں گے مگر ہم مکّہ کو چھوڑ کر کہیں باہر نہیں جائیں گے۔ یہ اتنی عظیم الشان قربانی ہے کہ یقیناً اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

بہر حال اس طرح مکّہ میں ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ہاشم بن عبد مناف جو رسول کریم ﷺ کے پڑدادا تھے ان کا وقت آگیا۔ جب انھوں نے یہ حال دیکھا تو سمجھا کہ اسطرح تو قوم فنا ہو جائے گی۔ انھوں نے لوگوں کو جمع کیا اور ان میں تقریر کی کہ جو طریق تم نے ایجاد کیا ہے یہ اپنی ذات میں   کے لحاظ سے تو بڑا اچھا ہے۔ مگر اس طرح وہ کام پورا نہیں ہوگا جس کے لئے تم لوگ مکّہ میں آئے ہو۔ اگر یہی طریق جاری رہا اور تم میں سے اکثر مر گئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مکّہ خالی ہو جائے گا۔ بے شک جوش اور خروش اور عزم کی پختگی کے لحاظ سے یہ کام ایسا شاندار ہے کہ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ مگر عقل کے لحاظ سے یہ اچھا نہیں ہے۔ کوئی ایسی تدبیر ہونی چاہئے کہ ہم سب لوگ مکّہ میں بھی رہیں اور اس قسم کی موت بھی ہم میں واقع نہ ہو۔ مکّہ والوں نے ہاشم کی بات سن کر کہا آپ جو تدبیر بتائیں ہم اسے ماننے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا میری تجویز تو یہ ہے کہ ہم لوگ رہیں تو مکہ میں ہی مگر اپنی حالت کو بہتر بنانے کیلئے تجارت شروع کر دیں۔ یوں بھی اپنی ذاتی اغراض کیلئے ہم بعض دفعہ سفر کر لیتے ہیں اگر آئندہ ہم بعض سفر محض تجارت کی خاطر کریں تو اس سے ہماری گری ہوئی حالت بہت کچھ سدھر جائیگی اور ہماری پریشانی دور ہو جائیگی۔ زراعت کی تجویز آپ نے اس لئے نہ کی کہ مکہ میں زراعت کی کوئی صورت نہ تھی دوکان داری کی تجویز آپ نے اس لئے نہ کی کہ دوکان دار کیلئے ضروری ہوتا ہیکہ وہ رات دن دوکان پر بیٹھا رہے۔ آپ نے سمجھا کہ اگر لوگوں نے دوکانداری شروع کر دی تو خدمت کعبہ کا وہ موقعہ جو اب انہیں مل رہا ہے اس سے وہ محروم ہو جائیں گے۔

چنانچہ آپ نے یہ تجویز کی کہ قوم کا روپیہ لے کر ہر سال دو سفر کئے جائیں۔ ایک سفر سردی کے موسم میں کیا جائے جو یمن کی طرف ہو اور ایک سفر گرمی کے موسم میں کیا جائے جو شام کی طرف ہو۔ شام بوجہ سرد مقام ہونے کے گرمی کے سفر کیلئے موزوں تھا اور یمن بوجہ گرم مقام ہونے کے سردی کے سفر کے لئے موزوں تھا۔ آپ نے تجویز کیا کہ ہر سال اہل مکہ کے نمائندہ قافلے یہ دو سفر محض تجارت کی غرض سے کیا کریں اور تجارت بھی قوم کیلئے کریں یعنی یہ سفر کسی فرد کا نہ ہو بلکہ قومی طور پر تمام قبیلہ کا مشترکہ سرمایہ لے کر سفر کیا جائے چنانچہ قافلے جانے لگے جب بھی کوئی قافلہ جاتا ہر شخص جتنا روپیہ دینا چاہتا قافلہ والوں کے سپرد کر دیتا۔ پھر ان میں سے ایک کو رئیس بنا دیا جاتا۔ اور باقی لوگ اہل مکہ کی طرف سے نمائندہ بن کر سفر پر روانہ ہو جاتے۔ امراء جن کی حالت کچھ اچھی تھی وہ بعض دفعہ تجارت کی غرض سے اپنے غلام بھی ان سفروں میں بھیج دیا کرتے تھے۔

قارئین کرام! قریش کا طریق تجارت یہ تھا کہ وہ مکہ سے روانہ ہوتے وقت ایسی چیزیں اپنے ساتھ لے لیتے جو ان کی نظروں میں متبرک ہوتی تھیں اور جہاں جہاں عرب قبائل میں سے گزرتے وہاں مکہ کے تبرکات انھیں دیتے جاتے۔ مثلاً آب زمزم کے کچھ مشکیزے بھر کر اپنے ساتھ رکھ لیتے۔ چونکہ عرب قبائل کو خانۂ کعبہ سے بہت عقیدت تھی اس لئے جب انھیں گھر بیٹھے آب زمزم میسر آجاتا یا اس طرح کی بعض اور چیزیں مل جاتیں تو وہ بہت خوش ہوتے اور قریش کو نہایت ادب و احترام کی نگاہوں سے دیکھتے۔ اسی طرح اور بھی کئی چیزیں وہ اپنے ساتھ رکھ لیتے۔ مثلاً مکہ میں لوہارے کا کام اچھا ہوتا ہے وہ لوہے کی تیار شدہ چیزیں لے لیتے اس طرح کھجوریں اپنے ساتھ رکھ لیتے اور یہ سب چیزیں رستہ میں فروخت کرتے جاتے۔ پھر جہاں عرب قبائل میں ٹھہرتے اور دیکھتے کہ وہاں کوئی ایسی چیز ہے جو شام میں اچھے داموں پر فروخت کی جا سکتی ہے تو وہ ان قبائل سے ایسی چیزیں خود خرید لیتے اور شام میں جا کر فروخت کر دیتے۔ پھر جب شام سے آتے تو وہاں سے دو قسم کا مال خرید لیتے۔ کچھ تو مکہ والوں کیلئے اور کچھ راستہ میں آنے والے عرب قبائل میں فروخت کرنے کے لئے۔ اس طرح ان کو نفع بھی حاصل ہوتا اور شام اور دوسرے عرب علاقوں کا مال بھی مکہ میں آجاتا۔ اسی طرح سردیوں میں وہ یمن کا سفر کیا کرتے تھے۔ مکہ اور یمن کے درمیان بھی بڑا لمبا فاصلہ تھا۔ اور اس راستہ پر بھی مختلف عرب قبائل آباد تھے۔ اس سفر میں بھی وہ تمام لوگوں کو مکہ کے تحائف دیتے اور انسے عمدہ عمدہ چیزیں خریدتے ہوئے یمن پہنچ جاتے۔ اور یمن میں تمام مال فروخت کر کے وہاں کی مصنوعات اور غلّہ وغیرہ کچھ مکہ والوں کیلئے اور کچھ راستہ کے عرب قبائل میں فروخت کرنے کیلئے لے آتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند سال میں ہی مکہ کی دولت سارے عرب سے زیادہ ہوگئی۔ انکا یہ بھی طریق تھا کہ جب قافلہ واپس آتا تو ہر آدمی جس کا اس تجارت میں حصہ ہوتا وہ اپنا آدھا حصہ غرباء کیلئے نکال دیتا تھا۔

مثلاً ایک شخص کو دو سو روپیہ نفع حاصل ہوا تو سو روپیہ وہ خود رکھ لیتا اور سو روپیہ قومی فنڈ میں دے دیتا۔ اسطرح غرباء کے گزارہ کیلئے ایک کافی رقم نکل آتی۔ فرض کرو ایک دفعہ قافلہ گیا اور اسے ایک لاکھ روپیہ نفع حاصل ہوا تو پچاس ہزار روپیہ اسی وقت غرباء میں تقسیم کرنے کیلئے علیحدہ کر لیا جاتا تھا۔ اسطرح ایک قلیل مدت میں غرباء کی حالت بہت بہتر ہوگئی۔ اور وہ موت جو محض فاقوں کی وجہ سے ان پر آرہی تھی اس سے انھوں نے نجات حاصل کر لی۔ اس کے بعد قریش اس طریق پر برابر عمل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اسلام آگیا اور مکہ والے باقی سارے عرب سے زیادہ امیر ہو گئے۔ اور دوسروں سے زیادہ معزز بھی ہوگئے۔

قارئین کرام ذرا غور فرمایئے کہ اگر طبعی طریق کو مد نظر رکھا جائے تو شروع زمانہ میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کا اثر ان کی قوم پر زیادہ ہونا چاہئے تھا اور دو ہزار سال کے بعد تو ایسی جاہل اور ان پڑھ قوم میں سے ان کا ذکر بالکل مٹ جانا چاہئے تھا۔ مگر ہوا یہ کہ عین دو ہزار سال کے بعد پھر ان میں ایک تحریک پیدا ہوئی اور وہ اپنے دادا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مکہ میں آبسے۔ وہ بھوکے بھی رہے، وہ ننگے بھی رہے، وہ تکلیفیں بھی برداشت کرتے رہے مگر انھوں نے مکہ کو

نہ چھوڑا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کیا اتفاق تھا جس نے دو ہزار سال کے بعد قوم میں خانہ کعبہ کے گرد بسنے کا پھر احساس پیدا کر دیا۔ علم النفس کے ماتحت اگر ہم غور کریں تو دو ہزار سال کے بعد یہ ذکر قوم میں سے بالکل مٹ جانا چاہئے تھا مگر ہوا یہ کہ دو ہزار سال کے بعد یکدم ان میں ایک شخص پیدا ہوا اور اس نے کہا کہ ہم کو پھر مکہ میں جمع ہو جانا چاہئے۔ اور اولاد اسماعیلؑ میں سے ایک قبیلہ باوجود ہر قسم کے مخالفانہ حالات کے مکہ میں بیٹھ جاتا ہے اور خانہ کعبہ کی خدمت اور مکہ کی حفاظت کا کام اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ اور پھر یہ لوگ اس کام کو اتنی محبت اور اتنے پیار سے سرانجام دیتے ہیں کہ وہ بھوکے مرتے ہیں مگر مکہ کو چھوڑنے کا نام نہیں لیتے۔ اتنا شدید احساس دو ہزار سال گزرنے کے بعد ان لوگوں میں کیوں پیدا ہوا اور پھر اس قبیلہ کے دل میں یہ خیال کیوں پیدا ہوا جس میں سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہونا تھا۔

قارئین کرام! ایک معمولی غور سے بھی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہ قدرت کی ایک انگلی تھی جس نے قوم کو اشارہ کیا کہ جس بات کیلئے تمھارے باپ دادا نے اس مکہ کو آباد کیا تھا اس کا وقت اب بالکل قریب آ رہا ہے۔ جاؤ اور مکہ میں رہو۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وعدہ کے مطابق ہوا جو حضرت ابراہیم سے کیا گیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ”اے میرے رب ان مکہ والوں میں ایک رسول مبعوث فرما جو انہی میں سے ہو، وہ انھیں تیری آیات پڑھ پڑھ کر سنائے، تیری کتاب کا علم ان کو دے۔ حکمت کی باتیں ان کو سکھائے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے۔“ اس دعائے ابراہیمی سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ رسول مکہ میں آئے گا اور مکہ کے رہنے والوں سے سب سے پہلے کلام کرے گا۔ اگر مکہ آباد نہ ہوتا تو وَابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا کی دعا کس طرح پوری ہوتی۔ اور وہ کون سے لوگ تھے جن میں یہ رسول مبعوث ہوتا۔ اس طرح ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ وہ انھیں کتاب اور حکمت سکھائے۔ اگر مکہ آباد نہ ہوتا تو وہ کون لوگ تھے جن کو کتاب اور حکمت سکھائی جاتی۔ پھر حضرت ابراہیم نے کہا تھا کہ وہ رسول ان کو پاک کرے۔ اگر وہاں کوئی آدمی ہی نہ ہوتا تو اس رسول نے پاک کن کو کرنا تھا۔ وہ تو خس کم جہاں پاک کا پہلے ہی مصداق بن چکے تھے۔ اگر مکہ آباد نہ ہوتا تو حضرت ابراہیمؑ نے جو یہ چار دعائیں کی تھیں ان میں سے ایک بھی پوری نہ ہو سکتی۔ پس یہ اتفاق نہیں تھا بلکہ جو کچھ ہوا الٰہی سکیم اور اس کی منشاء کے مطابق ہوا۔ دشمن کہہ سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ مگر اس امر کو کون اتفاق کہہ سکتا ہے کہ دو ہزار سال تک ایک قوم ادھر ادھر بھٹکتی پھرتی ہے۔ وہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی تمام پیشگوئیوں کو فراموش کر دیتی ہے مگر جب زمانہ محمدی قریب آتا ہے تو یکدم اس قوم میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ہم سے یہ کیا بے وقوفی ہوئی کہ ہم ادھر ادھر پھرتے رہے۔ ہمارے دادا نے تو ہم سے یہ کہا تھا کہ مکہ میں رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ ہمارے دادا نے تو یہ کہا تھا کہ تمھاری تمام ترقی مکہ میں رہنے سے وابستہ ہے۔ مگر ہم کہیں کے کہیں پھرتے رہے۔ اور وہ پھر مکہ میں آکر بس جاتی ہے۔ اس لئے نہیں کہ مکہ میں کوئی کارخانہ کھل گیا تھا، اس لئے نہیں کہ وہاں تجارتیں اچھی ہوتی تھیں۔ اس لئے نہیں کہ وہاں زراعت اچھی تھی۔ بلکہ صرف اس لئے کہ ابراہیمؑ نے انھیں ایک بات کہی تھی۔ اور وہ اس پر عمل کرنے کیلئے وہاں اکٹھے ہو گئے۔ یہ اتفاق نہیں بلکہ جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کی منشاء اور اس کے ازلی فیصلہ کے مطابق ہوا۔

قارئین کرام! اگر یہ محض ایک انسانی تدبیر تھی تو دیکھنا یہ چاہئے کہ دنیا میں اور کہاں کہاں اس طریق پر عمل ہوتا ہے یقیناً دنیا کی اور کسی قوم نے وہ مثال قائم نہیں کی جو مکہ کے یہ لوگ قائم کر چکے ہیں۔ ہماری جماعت کو ہی دیکھ لو جب وقف کی تحریک کی جاتی ہے تو اُن میں سے کتنے نکلتے ہیں۔ دعویٰ یہ ہیکہ وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ والی جماعت ہم ہی ہیں، دعویٰ یہ ہیکہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کی جماعت ہیں مگر اُن میں سے کتنے دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرتے ہیں۔ دوسروں کے کام کو دیکھ کر یہ کہنا کہ یہ معمولی بات ہے اور چیز ہے اور حقیقت کو مدنظر رکھنا اور بات ہے۔ کہنے والا کہہ سکتا ہیکہ مکہ والوں نے جو کچھ کیا وہ ایک معمولی بات ہے مگر سوال یہ ہیکہ آج بھی اس مثال پر کتنے لوگ عمل کر سکتے ہیں یا کتنے لوگ عمل کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اس خوبی کو مکہ والوں کی طرف منسوب کریں تو اس کے معنی یہ بنتے ہیں کہ وہ سب سے زیادہ نیک جماعت تھی۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ وہ کافر تھے، باوجود اس کے کہ وہ بے دین تھے انھوں نے وہ کچھ کیا جو کئی مسلمانوں نے نہیں کیا۔ انھوں نے وہ کچھ کیا جو کئی احمدیوں نے بھی نہیں کیا۔ اس رنگ کی قربانی میں احمدی یقیناً مکہ والوں کے برابر نہیں ہیں۔ اسے ہم صرف خدا تعالیٰ کا تصرف اور خدا تعالیٰ کی تدبیر ہی کہہ سکتے ہیں۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ چونکہ مکہ والوں کا کام ان کا اپنا کام نہ تھا خدا تعالیٰ کا کام تھا اس لئے ہم اس کی نقل اتارنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ جس حد تک اس قربانی کی مثال ہم پیش کر سکیں ہمیں پیش کرنی چاہئے۔ جب تک ہم ایسا نہ کریں ہم دنیا میں کوئی بڑا انقلاب پیدا نہیں کر سکیں گے

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جو کچھ مکہ والوں نے کیا اگر ساری جماعت قربانی کے اس نقطہ تک پہنچ جائے تو دنیا میں حیرت انگیز طور پر ہماری تبلیغ کا سلسلہ وسیع ہو جائے۔ ذرا غور کیجئے مکہ والے اپنی آمد کا نصف قومی کاموں کیلئے دے دیا کرتے تھے۔ وہ کافر تھے، وہ بے ایمان تھے، وہ مشرک تھے۔ مگر وہ سب کے سب اپنی آمد کا نصف اس لئے نکال دیا کرتے تھے تا کہ وہ غرباء میں تقسیم کیا جائے اور مکہ آباد رہے۔ ان کے دلوں میں ایمان نہیں تھا، ان کے پاس قران نہیں تھا، ان کے سامنے قومی ترقی کا کوئی مقصود نہیں تھا، ان کے سامنے کوئی اعلیٰ درجے کا آئیڈیل نہیں تھا۔ محض اتنی بات تھی کہ قصی نے ہم کو کہا ہیکہ ہمارے دادا ابراہیمؑ نے یہ کہا ہے کہ مکہ میں رہو۔ اس لئے ہم یہاں رہنے کیلئے آگئے ہیں۔ یہ کتنا چھوٹا سا آئیڈیل ہے۔ اس کے مقابلہ میں تمھارا آئیڈیل کیا ہے۔ تمھارا آئیڈیل یہ ہیکہ تم نے دنیا فتح کرنی ہے، تم نے دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت قائم کرنی ہے، تم نے دنیا میں خدا کی بادشاہت قائم کرنی ہے۔ وہ اپنے چھوٹے مقصد کو پورا کرنے کیلئے اپنا نصف مال لاکر دے دیتے تھے۔ ان میں سے ہر شخص اپنی آمد کا آدھا حصہ نکال کر کہتا کہ یہ آدھا حصہ غریبوں کیلئے ہے۔ تا کہ مکہ آباد رہے اور وہ اسے چھوڑ کر ادھر ادھر نہ جائیں۔ مگر تم بڑے مقصد کیلئے وہ قربانی نہیں پیش کر سکتے۔ اگر تم ایسا کرو تو سلسلہ کی سالانہ آمد سوا کروڑ یا ڈیڑھ کروڑ ہونی چاہئے۔ اگر جماعت مکہ والوں کی قربانی کے برابر قربانی کرنے لگ جائے، اس سے نصف بھی کرنے لگ جائے، اس سے چوتھا حصہ بھی کرنے لگ جائے تو کتنا عظیم الشان کام ہو سکتا ہے۔ کتنی تبلیغ وسیع ہو سکتی ہے۔

قارئین کرام! خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا کی تاریخوں میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ صدیوں تک ایک قوم کے افراد اپنے لئے تمام ترقی کے راستوں کو روک کر اس گھر کو آباد رکھنے کیلئے جسے وہ خدا کا گھر سمجھتے ہیں کمائیں آپ اور کھلائیں دوسروں کو۔ انفرادی مثالیں تو مل جاتی ہیں مگر قومی طور پر اور متواتر ایک لمبے عرصہ تک اس قسم کی حیرت انگیز قربانی کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اور جب تک اس قسم کی مثال پیش نہیں کی جائے گی اس وقت تک دنیا کی الجھنوں کا حل بھی پیدا نہیں ہوگا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ خدا اب بھی اصحاب الفیل کا واقعہ دکھانے کیلئے تیار ہے مگر تم بھی تو قریش والا نمونہ دکھاؤ۔ آپ جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں میرے پاس کئی لوگ آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ خدا ہمیں کب قادیان واپس دے گا اور کب اصحاب الفیل والا نشان ہمارے لئے ظاہر کرے گا۔ میں ایسے لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ اصحاب الفیل والا نشان کن لوگوں کیلئے ظاہر کیا گیا تھا۔ ان لوگوں کیلئے جنھوں نے سوا دو سو سال تک وہ قربانی کی جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انھوں نے اپنی جانیں دے دیں مگر مکہ نہ چھوڑا۔ وہ بھوک سے نڈھال ہو کر جب موت کے قریب پہنچ جاتے تو اپنا خیمہ اٹھاتے اور مکہ سے باہر چلے جاتے۔ وہ ایک ایک کر کے سب مر گئے، مٹ گئے، فنا ہو گئے مگر انھوں نے مکہ کو نہ چھوڑا۔ تم بھی یہ قربانی کرو تو خدا تمھارے لئے بھی اصحاب الفیل والا نشان دکھا دے گا بلکہ وہ تو غیر مومن تھے۔ ان کیلئے دیر کے بعد نشان ظاہر ہوا۔ تم مومن ہو تمھارے لئے یہ نشان جلد ظاہر ہو جائے گا مگر پہلے قربانی کی مثال تو ہونی چاہئے۔ پھر تمھارا ابھی حق ہوگا کہ تم خدا سے کہو کہ ہم نے اپنی قربانی تو پیش کر دی ہے اب تو بھی ہماری تائید میں اپنا نشان دکھا۔ لیکن اپنا فرض ادا نہ کرنا اور خدا تعالیٰ سے کہنا کہ وہ وعدہ پورا کرے یہ کوئی دیانتداری نہیں خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے اور یقیناً وہ سب سے زیادہ سچا ہے۔ مگر وہ تبھی نشان دکھاتا ہے جب اس کے مقابلہ میں بندہ بھی قربانی پیش کرتا ہے۔ مگر یہ روح ابھی جماعت میں کہاں ہے؟ جب تک یہ احساس قائم نہ ہو جائے اور پھر اس احساس کو دوسروں کے اندر قائم نہ کیا جائے اس وقت تک کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ خلیفہ آخر کیا کر سکتا ہے۔ آدمیوں کو سمجھانے کیلئے ایک ایک کے گھر پر تو نہیں جا سکتا۔ اس کا طریق تو یہی ہے کہ وہ سنیں اور آگے پہنچائیں۔ جب تک وہی آگ ان کے دلوں میں بھی نہ لگ جائے، وہی تڑپ ان کے دلوں میں بھی پیدا نہ ہو جائے جو خلیفہ وقت کے دل میں لگی ہوئی ہو اور جب تک ایک ایک احمدی دوسرے کو پکڑ پکڑ کر یہ نہ کہے کہ تم میں فلاں غلطی ہے اس کی اصلاح کرو۔ اس وقت تک یہ کام ہو ہی کس طرح سکتا ہے۔

ہر احمدی اپنے آپ کو دوسروں کی اصلاح کا ذمہ دار سمجھے وہ رات اور دن اس کام میں لگا رہے اور اس غرض کیلئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے کیلئے تیار رہے۔ جب تم ایسا کر لو گے تو آسمان سے خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہونا شروع ہو جائے گا۔ اور تمھاری کامیابی تمھارے سامنے آجائے گی۔ اس وقت بھی ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ ہم ساری دنیا میں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ بلکہ اگر ہم اپنے اندر جانی قربانی کا صحیح جذبہ پیدا کر لیں، مالی قربانی کا صحیح جذبہ پیدا کر لیں تو ساری دنیا میں اسلام کا جھنڈا گاڑ سکتے ہیں۔ انشاء اللہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ کی راہوں پر چلاتے ہوئے تادم حیات خدمت دین کی توفیق دے اور دنیا و آخرت میں سُرخرو کرتے ہوئے اپنا قرب عطا کرے۔ آمین۔

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پُرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
✆ : SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۱ میں شمولیت کے لئے

حیدرآباد سے قادیان اسپیشل ٹرین کی آمد

مکرم حافظ سید رسول صاحب نیاز نائب نگران آندھرا

جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۱ء میں شمولیت کے لئے صوبہ آندھرا پردیش سے ایک ہزار سولہ نومبائعین بذریعہ ریل گاڑی قادیان آئے۔ نومبائعین کی سہولت کے لئے مرکز احمدیت قادیان نے ایک اسپیشل ٹرین لانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ٹرین کی منظوری:- اس سلسلہ میں مکرم سیٹھ بشیر الدین صاحب صوبائی امیر و نگران اعلیٰ آندھرا نے صوبائی مجلس عاملہ کی میٹنگ بلائی اور ممبران سے مشورہ کیا اور خواجہ محمد معین الدین صاحب کو ساتھ لے کر ریلوے حکام سے مسلسل رابطہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے باوجود بہت سی رکاوٹوں کے ٹرین کی منظوری مل گئی۔ اس سلسلہ میں مکرم سید خورشید عالم صاحب سب ڈویژنل سیکورٹی آفیسر آف سکندرآباد کا تعاون قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ [illegible] جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

نومبائعین کی تیاری:- مکرم صوبائی امیر صاحب نے تمام سرکل انچارج صاحبان کے ساتھ بھی میٹنگ کی اور ہر سرکل انچارج کے ذمہ معین تعداد میں نومبائعین کو تیار کرنے کی ڈیوٹی لگائی۔ اور ضروری ہدایات سے نوازا۔

غیر احمدی علماء نے نومبائعین کو جلسہ سالانہ میں شرکت سے روکنے کے لئے بہت کوشش کی اور اس دفعہ تو ایک اچھا خاصہ ہتھیار نومبائعین کو ورغلانے کے لئے ان کے ہاتھ تھا کہ یہ لوگ تمہیں لے جاکر افغانستان کی جنگ میں جھونک دیں گے۔ اور اگرچہ اس وجہ سے مبلغین و معلمین کو دشواری کا سامنا کرنا پڑا لیکن الحمد للہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی طرح جس نے قادیان آنے والوں کو بٹالہ میں ملکر قادیان آنے سے روکنے کی ڈیوٹی اپنے ذمہ لگا رکھی تھی انہیں بھی سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

والنٹیرز کی خدمات:- ٹرین میں نومبائعین کی خدمت اور ان کی دیکھ بھال کے لئے مکرم صوبائی امیر صاحب نے خدام الاحمدیہ کی ڈیوٹی لگائی۔ اور مکرم صوبائی قائد صاحب کو انچارج ٹرین کی ذمہ داری دی۔ ان کی نگرانی میں کثیر تعداد میں خدام نے بہت محنت اور لگن سے اپنے اپنے فرائض کو انجام دیا مثلاً بیت الخلاء کی صفائی۔ بوگیوں کی صفائی۔ لوگوں کے اترنے اور چڑھنے میں تعاون۔ مسافروں کو ضروری اشیاء فراہم کرنا۔ باہر کے مسافروں کو ٹرین میں سوار ہونے سے روکنا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

تبلیغی، تربیتی پروگرام:- ٹرین میں مائک سیٹ کے ذریعہ تمام بوگیوں میں آواز پہنچانے کا معقول انتظام تھا۔ تمام نمازیں باجماعت وقت پر جمع کرکے ادا کی جاتیں۔ اس کے علاوہ صبح گیارہ بجے تا ایک بجے تک اور شام چار بجے تا چھ بجے تک احباب و مستورات تلاوت قرآن کریم، نظم اور تقاریر کرتے۔ صبح نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا درس ہوتا۔ کل ۱۲۵ افراد نے مختلف پروگراموں میں حصہ لیا۔ ٹرین میں ضرورت کے تحت اعلانات بھی ہوتے۔ بک اسٹال کا بھی انتظام تھا کچھ کتابیں احباب نے خریدیں اور پانچ ہزار کے قریب کتابچے اسٹیشنوں میں تقسیم کئے گئے اس طرح تبلیغی و تربیتی پروگرام ساتھ ساتھ چلتے رہے۔

روانگی ٹرین:- مورخہ ۱-۱۱-۰۴ کو رات ساڑھے نو بجے مکرم سیٹھ بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا جو کہ امیر قافلہ بھی تھے نے دعا کروائی تین سو سولہ افراد حیدرآباد سے روانہ ہوئے۔ سات سو قاضی پیٹھ سے سوار ہوئے۔ مورخہ ۰۱/۱۱/۶ کی رات بارہ بجے ٹرین قادیان دارالامان بخیریت پہنچی الحمد للہ۔

واپسی پر مکرم خواجہ محمد معین الدین صاح امیر قافلہ تھے۔ آپ نے دعا کروائی جس کے بعد ٹرین قادیان دارالامان سے واپس حیدر آباد کے لئے روانہ ہوئی۔ اور یہ وقت ۱۱ نومبر صبح بارہ بجے کا تھا۔ راستہ میں اوپل، قاضی پیٹھ، گھن پور، جنگاؤں میں نومبائعین کو اتارا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۳ نومبر کو دوپہر تین بجے ٹرین بخیریت حیدرآباد پہنچی۔

مخالفوں کی ناکامی:- علاقہ گوداوری اور ورنگل زون کے سات سو نومبائعین قاضی پیٹھ ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہونے کے لئے تیار تھے کہ تین سو غیر احمدی مولویوں کا مجمع نمودار ہوا اور انہوں نے جھوٹ پر جھوٹ بول کر نومبائعین کو ورغلانے کی کوشش کی۔ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو جانے کے لئے ان کی منت سماجت کرنے لگے۔ جب ناکامی نظر آنے لگی تو پھر دھمکیوں پر اتر آئے۔ خاکسار نے فوری مکرم سید خورشید عالم صاحب کو فون کرکے حالات سے آگاہ کیا۔ آپ نے آر۔پی۔ایف کو سختی سے احکامات نافذ کئے جس پر پولیس نے فوراً حفاظتی اقدامات کئے۔

بیعت:- واپسی میں ٹرین میں موجود ایسے افراد جو صرف جلسہ سالانہ قادیان کی زیارت کے شوق میں شریک سفر ہوئے تھے کل ۲۵ مرد و زن بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ اسلامیہ میں داخل ہوئے۔ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ بیعت کے الفاظ سبھی نے بیعت کے الفاظ دہرائے۔ بعدہٗ مکرم معین الدین صاحب نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ نومبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

ویڈیو گرافی:- مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل میں دکھائے جانے کی خاطر اس بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز سفر کو فلمائے جانے کا بھی انتظام تھا۔ اس شعبہ کے انچارج مکرم عبد الماجد صاحب تھے۔ اس میں نومبائعین کے تاثرات بھی ریکارڈ کئے گئے ہیں۔ تمام کے خیالات ایمان افروز تھے۔

لجنہ کی تربیت:- محترمہ محمودہ رشید صاحبہ لجنہ اماء اللہ آندھرا اور مکرمہ اعظم النساء صاحبہ اور محترمہ روزی صاحبہ نے تمام نومبائعات سے ان کی تربیتی پہلو کے پیش نظر ملاقات کی اور ان سے رابطہ رکھا نیز انہیں مختلف دینی مسائل سمجھائے۔ اللہ تعالیٰ پوری دنیا کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور کردے۔ آمین۔ ☆☆

منقولات

”زبردستی کسی کا مسلک تبدیل کرنا درست بات نہیں“ (پرویز مشرف)

لاہور.....صدر جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ زبردستی کسی کا مسلک تبدیل کرانا درست بات نہیں۔ طلباء کو صرف دینی تعلیم تک محدود رکھنا مناسب نہیں۔ طلباء کو قومی دھارے میں شامل ہونے اور قومی تعمیر کے کاموں میں ٹھوس اور موثر کردار ادا کرنے کا موقع فراہم کرنے کیلئے سائنسی تعلیم بھی دی جائے۔ ہر شخص کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی مذہبی سوچ کے مطابق زندگی بسر کرے۔ تاہم زبردستی کسی کو اپنی سوچ بدلنے پر مجبور کرنا بھی کسی صورت درست نہیں۔

(روزنامہ خبریں پاکستان 31-1-2002)

اسلامی ممالک میں تعینات برطانوی ہائی کمشنروں کا اجلاس لندن میں

لندن..... اسلامی ممالک میں برطانیہ کے سفارتی مشن کے سربراہوں کا ایک غیر معمولی اجلاس لندن میں شروع ہوا ہے جس کے دوران 11 ستمبر کے بعد مسلمانوں خصوصاً عرب دنیا اور مغرب کے درمیان بعض معاملات پر اختلافات کو ختم کرنے کے طریقوں پر غور کیا جائے گا۔ کویتی خبر رساں ادارے نے برطانوی وزارت خارجہ کے حکام کے حوالے سے گزشتہ روز اپنی ایک رپورٹ میں بتایا کہ کانفرنس میں اسلامی اور عرب دنیا میں برطانیہ کے تعینات 50 سفیر شرکت کر رہے ہیں۔ برطانوی سفیر برطانوی وزارت خارجہ کے سینئر حکام سے اس مسئلے پر بات چیت کریں گے کہ 11 ستمبر کے بعد عرب دنیا اور مغرب کے درمیان بعض معاملات پر اختلافات کو ختم کرنے کیلئے کیا حکمت عملی وضع کی جائے۔ اسی طرح برطانیہ کے حوالے سے مسلم دنیا میں جو خدشات پیدا ہو گئے ہیں کانفرنس میں اس حوالہ سے بھی بات چیت کی جائے گی۔ کانفرنس میں برطانیہ اور مسلم دنیا کے درمیان تعلقات کی بہتری کے طریقوں پر غور کیا جائے گا۔

یمن کے مدارس میں زیر تعلیم 115 غیر ملکی ملاں گرفتار......

صنعا (اے ایف پی) یمن میں غیر قانونی طور پر مقیم مختلف مدارس کے غیر ملکی طلباء کو ملک سے نکالنے کیلئے آپریشن شروع کر دیا گیا ہے۔ روزنامہ نوائے وقت کے مطابق ایک اعلیٰ پولیس افسر نے گزشتہ روز یہاں بتایا کہ دہشت گردی اور القاعدہ کے مشتبہ ارکان کے خلاف کاروائی کے سلسلے میں ابتک 115 غیر ملکی طلباء کو حراست میں لیا گیا ہے جبکہ چار برطانوی طلباء کو واپس لندن بھجوا دیا گیا ہے جبکہ باقی گرفتار شدگان کو بھی نکالنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مدارس کے ان گرفتار طلباء کا تعلق الجزائر، برطانیہ، مصر، فرانس، انڈونیشیا، لیبیا، پاکستان، صومالیہ اور سوڈان سے ہے۔ یمنی حکومت نے مشتبہ افراد کے خلاف یہ کاروائی اس دھمکی کے بعد شروع کی ہے کہ وہ دہشت گردی کے خلاف مہم کے سلسلے میں یمن کے خلاف بھی کاروائی کر سکتا ہے۔

لندن کے نواحی قصبے TIP-TON میں مسلمانوں کو عبادت سے روکنے کے مطالبے پر کشیدگی

لندن..... برمنگھم کے نواحی قصبہ ٹپٹن TIP TON کے علاقہ پارک اسٹیٹ کے گورے مکینوں کے ایک مقامی مسجد میں مسلمانوں کی عبادت کرنے پر پابندی نافذ کرنے کے مطالبے کے پیش نظر پورے علاقہ میں شدید نسلی کشیدگی پھیل گئی ہے۔ پاکستانی روزنامہ نوائے وقت کے مطابق ویسٹ مڈلینڈ پولیس حکام نے کسی بھی ممکنہ فسادات سے نبرد آزما ہونے کیلئے حفاظتی انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ اور مقامی پولیس نے واضح کر دیا ہے کہ کسی بھی شخص کو علاقہ میں بدامنی پھیلانے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی اور شرپسندوں سے سختی سے نپٹا جائے گا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے ٹپٹن میں تقریباً چار ہزار پاکستانی گھرانے آباد ہیں اور ان پاکستانیوں نے چندہ جمع کرکے پارک اسٹیٹ میں ایک مکان خرید کر اسے مسجد میں تبدیل کر رکھا ہے جہاں پانچ وقت نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مقامی مسلمان بچے قرآنی تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں۔ افغانستان میں امریکی فوجیوں نے جن طالبان اور القاعدہ کے حامیوں کو گرفتار کرکے ”ضروری پوچھ گچھ“ کیلئے کیوبا کے جنگی کیمپ میں پہنچایا ہے ان میں چار پاکستانی نژاد برطانوی نوجوان 21 سالہ منیر علی، 20 سالہ راحت احمد، 20 سالہ شفیق رسول اور 24 سالہ آصف اقبال شامل ہیں۔ یہ چاروں نوجوان ٹپٹن میں ہی پیدا ہوئے اور پروان چڑھے تھے۔ اور وہ برطانیہ کی مختلف یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم تھے۔

لجنہ اماء اللہ بھارت کی مساعی

ہفتہ قرآن مجید

دہلی:- مکرمہ بشریٰ ابرار صاحبہ کی زیر صدارت مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ کی تلاوت سے جلسے کا آغاز ہوا۔مکرمہ محمودہ نشاط صاحبہ نے نظم پڑھی۔چار ممبرات مکرمہ خورشیدہ بیگم صاحبہ،مکرمہ بشریٰ ابرار صاحبہ،مکرمہ صادقہ رشید صاحبہ اور خاکسار نے تقاریر کیں۔آخر پر صدر صاحبہ نے دعا کروائی اور اجلاس ختم ہوا۔ (راشدہ نصیر جنرل سیکرٹری دہلی)

شموگہ (کرناٹک):-مورخہ ۱۰۔۹۔۱۳ مکرم عبدالرؤف صاحب کے مکان پر دوپہر تین بجے جلسہ زیر صدارت مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ صدر لجنہ شموگہ شروع ہوا۔محترمہ امۃ الرحیم صاحبہ نے تلاوت کی اور احادیث مکرمہ شمس النساء صاحبہ نے سنائیں۔مکرمہ امۃ الرحیم صاحبہ مظہر،مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ،عزیزہ حامدہ بیگم ،عزیزہ منصورہ بیگم،مکرمہ امۃ الرفیق صاحبہ نے قرآن مجید کے تعلق سے مضامین پڑھے۔آخر پر صدر اجلاس نے ''قرآن مجید ام الکتاب ہے'' کے عنوان سے روشنی ڈالی۔دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(فوزیہ مبینہ جنرل سیکرٹری شموگہ)

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کوسمبی (اڑیسہ):-مورخہ ۲۱ اکتوبر کو مکرمہ مبشرہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ کی زیر صدارت تلاوت کلام پاک سے جلسہ سیرۃ النبیؐ کا آغاز ہوا۔حدیث اور نظم کے بعد ۸ ممبرات نے آنحضرت ﷺ کی سیرت پر مختلف عناوین کے تحت روشنی ڈالی۔۴۱ ممبرات جلسہ میں شریک ہوئیں۔۷ غیر از جماعت بہنیں بھی شامل ہوئیں۔دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (شاہدہ پروین جنرل سیکرٹری لجنہ کوسمبی)

کانپور (یو.پی):-مورخہ ۱۴ اگست بروز اتوار شفاعت النساء صاحبہ کی تلاوت قرآن مجید سے جلسہ شروع ہوا۔مکرمہ مبارکہ اسرار صاحبہ نے نظم پڑھی۔۵ ممبرات مکرمہ مریم بیگم صاحبہ،مکرمہ یاسمین آرا صاحبہ ،مکرمہ سروری بیگم صاحبہ،مکرمہ مبارکہ اسرار صاحبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔نظمیں مکرمہ شگفتہ ناز صاحبہ ،مکرمہ رضیہ تحسین صاحبہ،مکرمہ سعدیہ ظفر صاحبہ نے پڑھیں۔جلسہ میں ۱۷ ممبرات حاضر ہوئیں۔اجتماعی دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ناصرات کا علیحدہ جلسہ منعقد ہوا۔

❁ مورخہ ۶ جنوری ۲۰۰۲ء کو بھی ایک جلسہ سیرۃ النبیؐ پر منعقد ہوا۔جس میں تلاوت قرآن کریم،نظم اور عہد کے بعد مکرمہ سروری بیگم صاحبہ،شاہدہ پروین صاحبہ ،فرینہ ظفر صاحبہ نے سیرت پر تقاریر کیں۔بہنوں نے دوران تقاریر نظمیں اور نعتیہ کلام بھی پیش کیا۔

جلسہ پیشوایان مذاہب

کانپور:- ۲۳ ستمبر بروز بدھ خاکسار کی تلاوت سے جلسہ شروع ہوا۔حمد عزیزہ یاسمیں آراء نے پڑھی۔مکرمہ شبانہ سلطانہ صاحبہ،مکرمہ شاہدہ پرویں صاحبہ،مکرمہ فرینہ ظفر صاحبہ،مکرمہ نشاط افروز صاحبہ اور خاکسار نے مضامین پڑھے۔دوران جلسہ مکرمہ شبانہ صابر،مکرمہ رضیہ تحسین،مکرمہ شگفتہ ناز نے نظمیں پڑھیں۔

جلسہ یوم امہات

کانپور:- ناصرات الاحمدیہ ولجنہ اماء اللہ کا مشترکہ جلسہ منعقد کیا گیا۔تلاوت قرآن کریم فرینہ ظفر صاحبہ نے کی عہد نامہ شگفتہ ناز نے دہرایا۔نظم یاسمیں آراء صاحبہ نے پڑھی۔بعد ازاں مکرمہ فرینہ ظفر صاحبہ نشاط افروز صاحبہ،شاہدہ پروین صاحبہ نے تربیت اولاد کے تعلق سے تقاریر کیں۔آخر میں سائقہ پروین نے نظم پڑھی دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا

(نگریز بانو جنرل سیکرٹری)

۲۰ واں اجتماع

لجنہ وناصرات الاحمدیہ بنگلور

موخہ ۶ جنوری ۲۰۰۲ء کو بنگلور میں لجنہ وناصرات کا سالانہ اجتماع منعقد کیا گیا جس میں ۷۵ عورتیں اور بچے شامل ہوئے۔ان کے علاوہ بیرتی بنڈہ سے ۱۰ نومبائعات اور بچیاں شامل ہوئیں۔ممبرات لجنہ و ناصرات کے مقابلہ جات کروائے گئے۔نومبائعات کے مقابلہ جات بھی علیحدہ کروائے گئے۔۲ ممبرات نے حضرت مسیح موعودؑ کے قصیدہ سے ۲۵-۱۲۵ اشعار باترجمہ حفظ کر کے سنائے۔لجنہ کی طرف سے اجتماع کے دن کھانے اور چائے کا انتظام کیا گیا۔تمام پوزیشن لینے والی ممبرات میں صدر لجنہ بنگلور نے انعامات تقسیم کئے اور شام ۷ بجے دعا کے ساتھ یہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ (راشدہ حشمت جنرل سیکرٹری)

دعائے مغفرت

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم علی محمد صاحب نائک طویل علالت کے بعد مورخہ ۰۲۔۱۔۲۲ کو بروز منگل ستر سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت کر کے اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم نیک فطرت،پنجگانہ نمازوں کے پابند اور ایک مخلص احمدی تھے۔مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ تین لڑکے اور دو لڑکیاں اور پوتے پوتیاں یادگار چھوڑی ہیں۔سبھی اولاد خدا کے فضل سے شادی شدہ ہیں۔احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔خاکسار ان تمام بزرگوں اور بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اس موقع پر ہمدردی کا اظہار فرمایا۔(محمد عبداللہ نائک آسنور کشمیر)

بھارت کی مختلف جماعتوں میں رمضان کے لیل ونہار اور عید الفطر کی مبارک تقریب

☆ **بھام** (پنجاب) مورخہ ۱۷ دسمبر بروز سوموار مسجد بھام میں ٹھیک ساڑھے نو بجے عیدالفطر کی نماز ادا کی گئی۔عیدالفطر کی مبارک تقریب کو ایک جلسہ کی شکل دے دی گئی تھی۔اس موقع پر صدر لجنہ مکھیاراں بی بی نے تمام حاضرین کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے خوشی کے آنسو بہائے۔اور فرمایا کہ یہ پہلا موقع ہے جبکہ ہمیں احساس ہوا ہے کہ امام مہدی کو ماننے اور نظام جماعت سے منسلک ہونے میں کتنی عظیم برکت ہے۔مکرم عبدالرشید حلیم صاحب نے تلاوت ونظم کے بعد بہترین انداز میں تقریر کی۔محمد صدیق صاحب نے نعتیہ کلام پیش کیا۔مختصر تربیتی اجلاس کے بعد نماز عید ادا کی گئی جو محمد صدیق صاحب نے پڑھائی اور خطبہ عیدالفطر دیا۔غیر مسلم احباب بھی شامل ہوئے۔

(ڈاکٹر محمد یعقوب صدر جماعت بھام)

☆ **چلاں** (جموں):-رمضان المبارک کے ایام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تراویح کا اہتمام کیا گیا اور درس و تدریس بھی ہوتا رہا۔آجکل یہاں پر غیر از جماعت ملاؤں کی طرف سے شدید مخالفت جاری ہے۔احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ افراد جماعت کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہر آن ہمارا حامی وناصر ہو۔آمین۔اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔

(نثار احمد ساجد خادم سلسلہ چلاں۔نوشہرہ۔(جموں)

☆ **چنتہ کنٹہ** (آندھرا):-اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال رمضان مبارک میں تمام احباب و مستورات کو عبادات اور ذکر الٰہی میں اپنے زیادہ تر اوقات کو صرف کرنے کا موقع ملا۔مکرم وسیم احمد صاحب مؤذن مسجد فضل عمر چنتہ کنٹہ نے تمام رمضان تہجد کے وقت احباب کو جگایا۔خاکسار کو درس وتدریس کا موقع ملا۔خاکسار کے علاوہ مکرم عبدالحفیظ صاحب معلم چنتہ کنٹہ نے بھی امامت کے فرائض سرانجام دئے۔

مکرم سیٹھ محمد تھیل صاحب امیر جماعت چنتہ کنٹہ کی زیر صدارت یہ اجلاس ہوا۔جس میں محترم امیر صاحب اور خاکسار کے علاوہ مکرم محمود احمد صاحب بابو (سیکرٹری مال) مکر عبدالحفیظ صاحب مکرم شمس الدین صاحب نے تربیتی پہلو پر تقاریر کیں۔۲۹ رمضان المبارک کے دن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجتماعی دعا میں تمام احباب و مستورات شامل ہوئے۔غرباء میں نقدی اور کپڑے تقسیم کئے گئے۔خاکسار نے نماز عید پڑھائی۔اس کے بعد احمدیہ قبرستان میں اجتماعی دعا کی گئی۔جس میں تمام احباب جماعت کی مغفرت بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی گئی۔

(پی.ایم محمد رشید مبلغ سلسلہ)

☆ **ناصر آباد** (کشمیر):-رمضان المبارک شروع ہوتے ہی پوری بستی میں خاص رونق آگئی۔عزیز فیاض احمد اور عزیز ناصر احمد صاحب لون نے پورا ماہ احباب کو نماز تہجد کے لئے جگایا۔مکرم عبدالرحمٰن صاحب انور اور مکرم مبارک احمد صاحب اور خاکسار نے باری باری مسجد نور محلہ دار العلوم اور مسجد محمود میں امامت اور درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیا۔رمضان المبارک کے دوران دونوں مسجدوں میں وقفہ وقفہ کے ساتھ تربیتی اجلاسات بھی منعقد ہوتے رہے۔رمضان کے ہی دوران جامع مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں احباب نے زبردست وقار عمل کیا۔نماز عید کے موقع پر مردوں کے لئے عیدگاہ میں انتظام کیا گیا جہاں شورت اور ناصر آباد کے احباب نے اکٹھے عید کی نماز ادا کی مستورات نے مسجد محمود میں نماز عید ادا کی۔ (سید امداد علی معلم وقف جدید)

ایرڈا پلی (آندھرا) اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے رمضان المبارک کے موقع پر جماعت احمدیہ ایرڈا پلی کے احباب نے اس پاک و بابرکت مہینہ سے بھرپور استفادہ کیا۔مسجد ''الھدیٰ'' جماعت احمدیہ ایرڈا پلی میں نماز باجماعت،نماز تراویح،درس وتدریس کا سارا رمضان اہتمام رہا۔اس دوران خدام واطفال نے وقار عمل بھی کیا جس میں بالخصوص مسجد اور عیدگاہ کی صفائی ہے۔نیز ایم.ٹی.اے سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔

۱۷ دسمبر کو نماز عید ادا کی گئی۔نماز عید میں تقریباً ۱۱۰ خدام اطفال اور انصار شامل تھے۔نیز ۵۰ مستورات نے بھی نماز عید ادا کی۔خاکسار نے نماز عید پڑھائی اور موقع کی مناسبت سے خطبہ دیا۔(عبدالمناف بنگالی معلم وقف جدید)

شولاپور (مہاراشٹر):-امسال اللہ کے فضل سے مورخہ ۰۱۔۱۲۔۱۷ کو شولاپور سرکل کی کئی نئی جماعتوں میں پہلی مرتبہ نماز عید ادا کی گئی۔شولاپور شہر میں خاکسار نے نماز عید پڑھائی اور بعد نماز نومبائعین کے گھر جاکر انہیں عید کی مبارکباد پیش کی اس کے بعد خاکسار نے شولاپور شہر کے متعدد اعلیٰ پولیس افسران اور دیگر غیر مسلم احباب سے ملاقات کی اور ان کی خدمت میں عید کا تحفہ مٹھائی کی صورت میں پیش کیا نیز پولیس افسران کی طرف سے دی گئی عید پارٹی میں خاکسار شامل ہوا اور بہت سے معززین سے ملاقات کی اور لٹریچر پیش کیا۔شولاپور کے قریبی اضلاع پر بھی جاکر وہاں کے بھی اعلیٰ پولیس افسران سے ملاقات کی اور انہیں بھی عید کا تحفہ دیا اور موقع کی مناسبت سے لٹریچر پیش کئے گئے۔ (عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور مہاراشٹر)

موسی بنی (جھارکھنڈ):- اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ موسیٰ بنی نے اس ماہ مبارک سے بھرپور استفادہ کیا۔نماز تہجد اور درس وتدریس کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔احباب ومستورات نے صدقہ وخیرات میں حصہ لیا اور اپنے اوقات کو زیادہ سے زیادہ عبادات اور ذکر الٰہی میں گزارا۔عید کی نماز ٹھیک ۱۰ بجے مسجد احمدیہ میں ادا کی گئی۔خاکسار چند خدام کے ہمراہ قریب کے گاؤں میں جاکر غرباء کو عید کی مبارکباد دی اور عید کا تحفہ بھی دیا۔

(سیف اللہ خان معلم)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Tel Fax :(0091)01872-20757
Tel Fax:(0091) 01872-21702

Vol : 51 Wednesday 20 Feb 2002 Issue No. 8

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے

خصوصی درخواست دعا

لنڈن 15 فروری (ایم.ٹی.اے) سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 فروری سے قبل فرمایا

کھیلتے ہوئے میرا پاؤں پھسل کر آنکھ پر چوٹ لگ گئی تھی۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ جمعہ Miss کروں لیکن آپ لوگ میری عیادت نہ کرنا اس سے گھبراہٹ ہوگی۔ نہ وہ جو ٹیلی ویژن پر دیکھ رہے ہیں ان کو کوئی ضرورت ہے۔ میں اب خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوں

تشہد تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد پھر فرمایا

کئی دفعہ پہلے بھی چوٹ لگی ہے۔ سکوائش کھیلتے ہوئے بھی چوٹ لگ گئی تھی۔ لیکن میں کوشش کرتا ہوں کہ نماز Miss نہ کروں اور جمعہ میں حاضر ہو جاؤں۔ کسی قسم کی عیادت کا خط نہ لکھیں یہ چوٹ ہے ٹھیک ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ان کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ حضور انور کی شفائے کاملہ عاجلہ درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ اللهم ايد امامنا بروح القدس ومتعنا بطول حياته وبارك فى عمره و امره اللهم اشف امير المؤمنين شفاءً كاملا عاجلا لا يغادر سقما

لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ (آندھرا پردیش) کا مختصر تبلیغی دورہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ ۲۰ جنوری بروز اتوار کو جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کی لجنہ نے ایک تبلیغی پروگرام بنایا چنتہ کنٹہ سے ۲۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر موضع نرسنگھا پور اور مدنا پور دیہاتوں میں تبلیغ کی غرض سے دورہ کیا گیا۔ اور وہاں کی مستورات کو جماعت کا پیغام پہنچایا گیا۔ دونوں دیہاتوں کی مستورات نے بہت خوشی کے ساتھ ہمارا استقبال کیا۔ اور ہماری باتیں بہت غور سے سنیں اور بیعت کرنے کے لئے تیار ہوگئیں اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے سات بیعتیں ہوئیں۔ الحمد للہ۔ انشاء اللہ مزید بیعتوں کے ہونے کا امکان ہے۔ اس تبلیغی دورے میں چنتہ کنٹہ کی ۵ لجنات، ۲ خدام، ۱۲ اطفال اور مبلغ چنتہ کنٹہ مکرم مولوی بی. ایم محمد رشید صاحب شامل تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نو مبائعین کو استقامت بخشے اور ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین (بشریٰ نثار صدر لجنہ چنتہ کنٹہ)

بقیہ صفحہ: (2)

اور دو مرد میدان کارزار میں کارفرما ہوتے اپنے ہاتھوں سے ان کو قتل کر دیا۔ تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور تیرے جیسا کوئی مدد دینے والا نہیں ہے تو نے ہی مجھے بچایا اور مجھے نجات بخشی اے ارحم الراحمین اگر تو رحم نہ کرتا تو ممکن نہ تھا کہ میں ان بلاؤں اور آفات سے نجات پاتا پھر میں بیدار ہو گیا اور میں اس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا اور اس کی طرف میری روح جھکی ہوئی تھی پس اللہ تعالیٰ کے لئے تعریف ہے جو تمام مخلوق کا رب ہے۔

اور میں نے اس رویا کی یہ تعبیر کی کہ اس میں ظاہری اسباب اور انسانی کوششوں کے دخل کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور کامیابی کی بشارت ہے اور یہ کہ وہ مجھ پر اپنے انعام کو کامل کرنا اور مجھے اپنے فضلوں میں داخل کرنا چاہتا ہے اب میں تمہاری بصیرت افزائی کے لئے اس رویا کی تعبیر کھول کر بتاتا ہوں۔ اس میں سر کو کچلنے اور گلا کاٹنے سے مراد دشمن کے تکبر کو اور ان کے فخر و غرور کو توڑنا اور ان میں انکسار پیدا کرنا ہے۔ ان کے ہاتھوں کو کاٹنے سے مراد ان کی مقابلہ کی قوت کو مٹانا، انہیں عاجز کر دینا اور چیرہ دستی سے اور مقابلہ کرنے سے روکنا اور ان سے لڑائی کے ہتھیار چھین لینا اور انہیں بستگی اور بے چارگی کی حالت میں کر دینا ہے۔ اور پاؤں کاٹنے کے معنے ان پر اتمام حجت کرنا اور بھاگ سکنے کی تمام راہیں اور فرار کے تمام دروازے بند کرنا اور انہیں پورے طور پر ملزم کرنا اور قیدیوں کی طرح کر دینا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہر ایک بات پر کامل قدرت رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے شکست دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فتح دیتا ہے اور اسے کوئی روک نہیں سکتا۔

قارئین بدر کو

❁ یوم الحج اور عید الاضحیہ بہت بہت مبارک ہو ❁

جرمنی میں لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام مختلف ریجنز میں

تعلیم القرآن کلاسز کا کامیاب انعقاد

❁ ریجن ہیسن ڈارمسٹڈ

ریجن ہیسن ڈارمسٹڈ کی لجنہ کی تعلیم القرآن کلاس Pfungstadt کے نماز سینٹر میں منعقد ہوئی۔

ریجنل صدر صاحبہ نے افتتاحی خطاب فرماتے ہوئے کلاس کے قواعد و ضوابط اغراض و مقاصد، احمدی خواتین کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔

نصاب پڑھانے کے لئے مبلغین سلسلہ سے درخواست کی گئی انہوں نے خصوصی توجہ اور شفقت سے ممبرات کو پڑھایا، لیکچر دئے۔ تین دن کا تبلیغی اسٹال بھی لگایا گیا۔ استانیوں سے بھی مدد لی گئی۔ خوب تیاری کے بعد ۲۳ ناصرات اور ۱۴ لجنہ کی ممبرات نے امتحان دیا۔ محترم نیشنل امیر صاحب بھی تشریف لائے اور آپ نے لجنہ سے مختلف سوالات بھی کئے۔ محترمہ نیشنل صدر صاحبہ نے انعامات تقسیم فرمائے اور آئندہ ذوق و شوق سے حصہ لینے کی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ اس کلاس کے انعقاد میں تعاون کرنیوالے تمام احباب و ممبرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(عاصمہ اکرام، منتظمہ کلاس و ریجنل صدر)

❁ ریجن نارڈ رائن

ریجن نارڈ رائن میں چھ روزہ تعلیم القرآن کلاس بیت النصر کولون میں منعقد ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر جلال شمس صاحب مبلغ سلسلہ نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ جس میں انہوں نے مسابقت الی الخیرات کی روح پیدا کرنے، ایم.ٹی.اے کے پروگرام میں شمولیت اور مدد کرنے، مطالعہ کی عادت پیدا کرنے پر زور دیا۔ ممبرات کو کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کرنے کی تاکید کی۔

اس کلاس میں مرکز کی طرف سے تجویز کردہ نصاب پڑھایا گیا۔ جس میں ترجمۃ القرآن حدیث نبویؐ، حفظ قرآن، فقہ، موازنہ مذاہب تاریخ اسلام، تاریخ احمدیت اور تلقین عمل کے تحت مضامین شامل تھے۔ تمام اساتذہ نے نہایت محنت اور دلچسپی سے اپنے فرائض ادا کئے۔ سوال و جواب کا پروگرام ہوا۔ مقابلہ دینی معلومات، کلوا جمیعا، اور میوزیکل چیئر بہت دلچسپ رہا۔

(مبشرہ ملک، منتظمہ کلاس و ریجنل صدر)